إِزَاحَةُ الشَّجَنِ فِيْ مُلَاقَاتِ الْعَلِيِّ وَالْحَسَنِ

المعروف بہ

ملاقات

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

کا ثبوت



(تصنیفِ لطیف)

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

www.faizahmedowaisi.com

تعارف سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴿ چونکہ اعدائے صوفیاء کا مقصد ہے کہ سلاسلِ تصوف کو صفحۂ ہستی سے ختم کر دیا جائے اسی لئے وہ ان کے ختم کرنے میں کئی طرح کے حیلے اور جتن کرتے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کو ہدَف (نشانہ) بنایا جائے کیونکہ آپ ہی جملہ سلاسلِ تصوف جداعلیٰ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ تصوف میں خلیفۂ اعظم ہیں۔اسی لئے فقیر مخالفین کے اعتراضات اور اپنے مؤقف کی تحقیق سے پہلے آپ کا تعارف ضروری سمجھتا ہے تاکہ قارئین ان کی ذات کو سمجھنے کے بعد خود اس نتیجہ پر پہنچیں کہ معترضین و منکرین کا اصل منشاء و مقصد کیا ہے۔یہ تعارف من و عن کتاب "تابعین از مولوی معین الدین ندوی" سے لے گئے ہیں تاکہ منکرین کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔

نام ونسب﴿ حسن نام، ابوسعید کنیت، والد کا نام یسار تھا۔علمی کمالات کے لحاظ سے سرخیل علماء اور اخلاقی و روحانی فضائل کے اعتبار سے سرتاجِ اولیاء تھے۔ان کے والدین غلام تھے اُن کی غلامی کے بارے میں مختلف بیانات ہیں۔ایک روایت یہ ہے کہ ان کے والد میسان کے قیدیوں میں تھے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ربیع بنت نصر نے خرید کر آزاد کیا۔دوسری روایت یہ ہے کہ ان کے والد اور والدہ دونوں بنی نجار یعنی ایک انصاری کی غلامی میں تھے اُنہوں نے بیوی کے مہر میں بنی سلمہ کو دے دیا تھا۔بنی سلمہ نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔[1] تیسری روایت یہ ہے کہ ان کے والد حضرت زید بن ثابت کے غلام تھے اور ان کی ماں اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی تھیں۔ان اختلافات سے قطع نظر کرکے اتنا مسلم ہے کہ یسار اور اُن کی بیوی لونڈی غلام تھے اور جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہو گا۔آخری روایت زیادہ مستند ہے۔[2]

اُم المومنین ام سلمه کی رضاعت﴿ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر عہد فاروقی میں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو دو سال باقی رہ گئے تھے یعنی ۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ام المومنین ام سلمہ کی غلامی کی نسبت سے ان کو وہ شرف میسر ہوا جو بہت کم خوش قسمتوں کے حصہ میں آیا ہو گا اُن کی ماں لونڈی تھیں اسی لئے اکثر گھر کے کام کاج وغیرہ میں لگی رہتی تھیں۔

جب وہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر کسی کام وغیرہ میں لگ جاتیں اور وہ رونے لگتے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو بہلانے کے لئے دودھ منہ میں دے دیتی پھر ان کی ماں لوٹ کر دودھ پلاتیں اس طرح ان کو ام المومنین کی رضاعت کا شرف حاصل ہوا۔حضرت حسنِ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام سلمہ کے سایۂ شفقت میں پلے تھے۔ان کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات کے گھروں میں بھی ان کی آمد و رفت رہتی تھی ان کا خود بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت تک جبکہ ان کی عمر تیرہ چودہ سال کی تھی وہ بے تکلف ازواجِ مطہرات کے گھروں میں آتے جاتے تھے۔[3]

علمی کمالات﴿ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بڑی تعداد موجود تھی اور ایسے مقام پر ان کی نشو و نما ہوئی تھی جہاں کی گلی گلی علومِ نبوی کا مخزن (خزانہ) تھی۔پھر انہیں صحبت ایسے بزرگوں کی میسر آئی جو تعلیماتِ اسلامی کا زندہ نمونہ اور اخلاقِ نبوی کی مجسم تصویر تھے۔اس لئے ان کا دامن علم و عمل، فضل و کمال اور جملہ اخلاقی و روحانی فضائل سے مالامال ہو گیا۔علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:

---

[1] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 114/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410ھ 1990م)

[2] (تهذيب الكمال، باب الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب، 6/ 95 الی 96، مؤسسة الرسالة–بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)

[3] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 7/ 114 الی 115، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410ھ 1990م)

كَانَ الْحَسَنُ جامعا عالما عاليا رفيعا فقيها ثِقَةً مَأْمُونًا عَابِدًا نَاسِكًا كَبِيرَ الْعِلْمِ فَصِيحًا جَمِيلا وَسِيمًا[4]

(الطبقات الكبرى لابن سعد. ذكر الحسن بن أبي الحسن، 115/7، دار الكتب العلمية، بيروت، 2017م)

یعنی حسن بصری جامع کمالات تھے، عالم تھے، بلند مرتبت رفیع المنزلت فقیہ تھے، ثقہ تھے، مامون تھے، عابد وزاہد تھے، وسیع العلم تھے، فصیح وبلیغ اور حسین وجمیل غرض وہ جملہ ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالامال تھے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ حافظ علامة من بحور العلم فقيه النفس كبير الشأن عديم النظير مليح التذكير بليغ الموعظة رأس في أنواع الخير [5]

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ وہ مشہور عالم تھے ان کی جلالتِ شان پر سب کا اتفاق ہے۔(تہذیب الاسماء، جلد۱، صفحہ۲۱۶)

اکابر علماء کی رائے﴾اس عہد کے تمام علماء اور اربابِ کمال کا ان کی جلالتِ شان پر اتفاق ہے۔امام شعبی کہتے ہیں کہ میں نے اس ملک (عراق) کے کسی شخص کو بھی ان سے افضل نہیں پایا۔ حضرت قتادہ لوگوں کو ہدایت کرتے تھے کہ اس شخص (حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا دامن پکڑو۔ میں نے رائے میں اس سے زیادہ کسی شخص کو (حضرت) عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مشابہ نہیں دیکھا۔[6] اعمش کہتے ہیں کہ حسن حکمت کو محفوظ رکھتے ہیں اور اس کو بولتے تھے۔ امام باقر فرماتے تھے کہ ان کی باتیں انبیاء کی باتوں کے مشابہ ہیں۔[7] غالب القطان کہتے تھے کہ اس عہد کے علماء پر حسن کو ایسی فضیلت حاصل تھی جیسے طیور میں باز کو گوریوں پر ہوتی ہے جو شخص اس زمانہ کے سب سے بڑے عالم کو دیکھنا چاہے اسے حسن کو دیکھنا چاہیے۔[8] عمرو بن مرہ کہتے تھے کہ مجھے اہل بصرہ پر حسن اور محمد دو شیخوں کی وجہ سے رشک ہے۔[9] یونس بن عبید اللہ اور حمید الطویل کہتے تھے کہ میں نے بہت سے فقہاء کو دیکھا لیکن حسن سے زیادہ کسی کو کامل المروۃ (محبت میں بڑھکر) نہیں پایا۔[10]

عطاء بن ابی رباح لوگوں کو ہدایت کرتے تھے کہ تم لوگ اس شخص (حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف مسائل میں رجوع کیا کرو۔ وہ بہت بڑے عالم، امام اور مقتداء ہیں۔[11] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تم لوگ حسن بصری سے مسائل پوچھا کرو کیونکہ انہوں نے محفوظ رکھا اور ہم نے بھلا دیا۔[12] بعض لوگ یہاں تک کہتے تھے کہ اگر حسن شعور میں عہد صحابہ پایا ہوتا تو یہ بزرگوار رائے میں ان کے محتاج ہوتے۔[13]

(ابن سعید جلد۷، تذکرۂ حسن بصری سے ماخوذ)

---

[4] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 114/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)
[5] (تذكرة الحفاظ، باب الطبقة الثالثة من الكتاب، 57/1، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419هـ 1998م)
[6] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 7/ 118 الى 119، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)
[7] (تهذيب الكمال، باب الحسن بن الحسن بن على بن ابي طالب، 118/6، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)
[8] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 124/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)
[9] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 119/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)
[10] (تهذيب الكمال، باب الحسن بن الحسن بن على بن ابي طالب، 109/6، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)
[11] (تهذيب التهذيب، باب من اسمه الحسن، 265/2، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ)
[12] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 119/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)
[13] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 119/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)

اگرچہ حسن بصری جامع العلوم تھے لیکن ان کی زندگی زیادہ تر عبادت وریاضت اور روحانی مشاغل میں بسر ہوتی تھیں اس لئے ان کے علمی مرتبہ کے مقابلہ میں ان کی تفصیلات بہت کم ملتی ہیں تاہم جتنے حالات ملتے ہیں وہ سرسری اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں ان کو تفسیر فقہ اور حدیث جملہ مذہبی علوم میں یکساں دستگاہ حاصل تھی۔

تفسیر﴾ مفسر کی حیثیت سے اُنہوں نے کوئی خاص شہرت حاصل نہیں کی لیکن تفسیر کی تعلیم اُنہوں نے بڑی محنت سے حاصل کی تھی۔ بارہ برس کے سن میں وہ حافظ قرآن ہو گئے تھے ابو بکر الہذلی کا بیان ہے کہ جب تک وہ ایک سورۃ کی تفسیر وتاویل اور شانِ نزول وغیرہ سے پوری واقفیت نہ حاصل کر لیتے تھے اُس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے۔[14] (شذرات الذہب، جلد۱، صفحہ ۱۳۷)

اس محنت کے ان کو قرآن کا بڑا عالم بنادیا تھا اور قرآن پر ان کی نظر اتنی وسیع تھی کہ وہ تفسیر کا درس دیتے تھے۔(تہذیب التہذیب، تذکرہ جابر بن زید)

حدیث﴾ حدیث میں ان کا جو درجہ تھا اس کا اندازہ حافظ ذہبی کے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے کہ وہ علامہ اور علم کے سمندروں میں تھے[15] (تذکرۃ الحفاظ، جلد۱، صفحہ ۶۲) حدیث میں اُنہوں نے ان بزرگوں سے فیض پایا تھا جن میں سے اکثر اس فن کے اساطین اور رکنِ اعظم تھے چنانچہ صحابہ میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص، انس بن مالک، جابر بن معاویہ، معقل بن لہیار ابی بکرہ، عمران بن حصین اور جندب بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے براہِ راست استفادہ کیا تھا اور عمر بن الخطاب، ابن کعب، سعد بن عبادہ، عمار بن یاسر، ابوہریرہ، ثوبان، عثمان بن ابی العاص اور معقل بن سنان (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے بالواسطہ مستفید ہوئے تھے۔ صحابہ کے علاوہ اکابر تابعین کی ایک بڑی جماعت سے سماعِ حدیث کیا تھا۔[16] (تہذیب التہذیب، جلد۲، صفحہ ۲۶۴)

شائقین حدیث کا مرجوعہ﴾ جہاں تک ان کے حالات سے پتہ چلتا ہے غالباً ان کا کوئی خاص حلقۂ درس نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا جو رنگ تھا اس کی وجہ سے وہ یہ سلسلہ پسند نہ کرتے تھے اور انہیں حدیث بیان کرنا بار معلوم ہوتا تھا اور وہ اس فرض کو بالا ستکراہ (بغیر ناپسند کئے) ادا کرتے تھے چنانچہ فرماتے تھے کہ اگر خدا (عزوجل) نے اہلِ علم سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں تم لوگوں کے سب سوالات میں حدیث بیان نہ کرتا۔[17] تاہم ان کی شخصیت ایسی تھی کہ لوگ ان کا دامن نہ چھوڑتے تھے اکثر شائقین علم خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفید ہوتے تھے اور جہاں وہ جاتے تھے خلق اللہ کا مرجع بن جاتے تھے۔ مکہ تک جو مدینہ کے بعد علم کا دوسرا مرکز تھا لوگوں کا ہجوم لگ جاتا تھا۔ اہل مکہ آپ کو تخت پر بٹھا کر حدیثیں سنتے تھے اور مجاہد، عطاء اور طاؤس جیسے اکابر علماء سننے والوں میں ہوتے تھے اور ان کی زبان پر یہ کلمہ ہوتا تھا کہ ہم نے اس شخص کا مثل نہیں دیکھا۔

روایت بالمعنی﴾ آپ احادیث کو بالفاظہ روایت کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے اور صرف معنی اور مطلب کے ادا ہو جانے کو کافی سمجھتے تھے عموماً آپ کی روایات بالمعنی ہوتی تھیں۔ اکثر الفاظ میں اختلاف اور کمی بیشی ہو جاتی تھی لیکن معنی ایک ہی رہتے تھے۔[18] (ابن سعد اول، جلد۷، صفحہ ۱۱۵)

---

[14] (شذرات الذهب في أخبار من ذهب، باب سنة عشر ومائة، 50/2، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الأولى، 1406 هـ 1986 م)

[15] (تذكرة الحفاظ، باب الطبقة الثالثة من الكتاب، ج1/57، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419هـ 1998م)

[16] (تهذيب التهذيب، باب من اسمه الحسن، 2/ 263 الى 266، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ)

[17] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 115/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)

[18] (سير اعلام النبلاء، باب الحسن البصري ابو سعيد، 583/4، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405 هـ / 1985 م / طبقات الكبرى، 116/7)

تلامذہ﴿روایت حدیث سے دامن بچانے کے باوجود آپ کے تلامذہ کا دائرہ بہت وسیع تھا ان کی مختصر فہرست یہ ہے۔

حمید الطویل، یزید بن ابی مریم، ایوب، قتادہ، بکر بن عبداللہ مزنی، جریر بن ابی حازم، ابوالاشہب، ربیع بن صبیح، سعید جریری، سعد بن ابراہیم، سماک بن حرب، ابن عدن، خالد الحذاء، عطاء بن سائب، عثمان التبی، قرہ بن خالد مبارک بن فضالہ، یعلی بن زیاد، ہشام بن حسان، یونس بن عبید، منصور بن زاداں، سعید بن ہلال، مجاہد اور عطاء اور طاؤس وغیرہ تھے۔[19] (تہذیب التہذیب، جلد۲ صفحہ ۲۶۴)

فقہ﴿فقہ کے وہ بہت بڑے امام اور بصرہ کے مفتی اعظم تھے قتادہ کا بیان ہے حسن حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم تھے۔[20]

(ابن سعد، ق اول، صفحہ ۱۱۴)

ایوب کا بیان ہے کہ حسن سے بڑا فقیہہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔[21]

ربیع بن انس کا بیان ہے کہ میں کامل دس سال تک حسن کے پاس آتا جاتا رہا اور ان سے ہمیشہ نئے نئے مسائل معلوم ہوتے تھے۔[22] (تہذیب التہذیب، جلد۲، صفحہ ۲۶۵)

ابن سعد کی ایک روایت سے جس کا ذکر آئندہ آئے گا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حدیث وفقہ میں بعض کتابیں بھی لکھی تھیں۔[23]

رائے وقیاس﴿اس تفقہ کے ساتھ آپ میں مجتہدانہ نظر تھی چنانچہ جن مسائل میں روایتی سند نہ ہوتی تھی اس میں رائے اور قیاس سے اجتہاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے آپ سے پوچھا کہ آپ جن جن مسائل میں لوگوں کو فتوے دیتے ہیں کیا ان سب میں آپ کے پاس سماعی سند ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں خدا کی قسم سب میں سماعی سند نہیں ہوتی لیکن ہماری رائے سائلوں کی رائے سے ان کے لئے بہتر ہوتی ہے۔[24] (ابن سعد)

لیکن ان کی رائے اصابت و صحت میں اصحابِ رائے صحابہ کے برابر ہوتی تھی۔ ابو قتادہ لوگوں کو مسائل میں ان کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتے تھے اور کہتے تھے خدا کی قسم میں نے ان کی رائے سے زیادہ کسی کو رائے میں عمر بن الخطاب کی رائے کے مشابہ نہیں دیکھا۔[25] بعض اربابِ علم تو یہاں تک ان کی اصابت رائے اور وقت نظر کے معترف تھے کہتے تھے کہ اگر حسن سنِّ شُعُور (ہوش سنبھالنے کی عمر) میں عہد صحابہ میں ہوتے تو وہ بزرگوار رائے میں ان کے محتاج ہوتے۔[26] (طبقات حسن بصری)

زبان وادب﴿ان مذہبی علوم کے علاوہ وہ زبان وادب کے بڑے ماہر اور فصیح و بلیغ تھے۔ ابن عماد حنبلی لکھتے ہیں کہ وہ فصاحب زبان اور عربیت میں رو یہ بن عجاج کے مشابہ تھے۔[27] (شذرات الذہب، جلد۱، صفحہ ۱۳۸)

---

[19] (تهذيب التهذيب، باب من اسمه الحسن، 264/2، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326ھ)

[20] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 102/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[21] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 122/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[22] (تهذيب التهذيب، باب من اسمه الحسن، 265/2، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326ھ)

[23] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 128/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[24] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 122/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[25] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 118/7 الی 119، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[26] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 119/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[27] (شذرات الذهب في أخبار من ذهب، باب سنة عشر ومائة، 51/2، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الأولى، 1406 ھ 1986 م)

اربابِ علم کی صحبت﴾اگرچہ آپ تعلیم و تعلّم (پڑھنا پڑھانے) سے دامن بچاتے تھے لیکن اربابِ علم کی صحبت اور ان سے مذاکرہ اور ذکر و فکر کا شغل بہت مرغوبِ خاطر تھے۔ایک مرتبہ چند اہلِ علم آپ سے ملنے آئے اور باتوں باتوں میں دوپہر کا وقت آگیا بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا ان کے صاحبزادہ نے حاضرین سے کہا آپ لوگوں نے والد پر بہت بار ڈالا۔اب انہیں آرام کرنے دیجئے ابھی تک اُنہوں نے کھایا تک نہیں ہے۔آپ نے صاحبزادے کو تنبیہ فرمائی کہ ان لوگوں کی دید سے زیادہ میری لئے کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو باہم حدیث بیان کرتے ہیں خدا کی تحمید و تقدیس کرتے ہیں یہاں تک کہ قیلولہ کا موقع نہیں ملتا۔[28] (ابن سعد، ق اول، صفحہ ۱۲۳)

حقیقی عالم﴾آپ کے نزدیک تنہا بارِ علم سے کوئی شخص عالم کہلانے کا مستحق نہ ہوتا تھا بلکہ اس کے لئے بہت سی شرائط تھیں۔بعض بے عمل اور تنگ نظر علماء آپ کے مسائل پر مُعترِض (اعتراض کرنے والے) ہوتے اُس وقت آپ ان کے جواب میں حقیقی عالم کے اوصاف بیان فرماتے۔ایک مرتبہ مطر الوراق نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا اور عرض کیا فقہاء آپ کی مخالفت کرتے ہیں فرمایا تیری ماں تجھ کو روئے تو نے فقیہ دیکھا بھی ہے اور جانتا بھی ہے کہ فقیہ کسے کہتے ہیں؟ فقیہ وہ ہے جو زاہد و مُتَوَرِّع (عبادت گزار و پرہیزگار) ہو اپنے سے بلند مرتبہ کی پرواہ نہ کرتا ہو اور اپنے سے کم رتبہ والے کا مذاق نہ اُڑاتا ہو اور خدا نے اس کو جو علم عطا کیا ہے اس سے قلیل دنیوی مَنفَعَت (نفع) نہ حاصل کرتا ہو۔(ابن سعد، ق اول، صفحہ ۱۲۳)

علم باطن﴾گو حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ علومِ ظاہری میں بھی شیخ الاسلام کا درجہ رکھتے تھے لیکن یہ علوم ان کے لئے سرمایۂ افتخار و امتیاز نہ تھے ان کا اصل اور حقیقی مقام عرفان و حقیقت کا کُنگُرہ (بلند ترین مقام) تھا جہاں فقہاء کی نظر بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔اس عالمِ بے کیف و کم کے وہ فرمانروا تھے ان کی ذات تصوف کا منبع اور علم باطن کا سرچشمہ تھی۔تصوف کی تمام نہریں اسی سرچشمہ سے پھوٹتی ہیں چنانچہ تصوف کے اکثر بڑے بڑے سلاسل آپ ہی کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک منتہی ہوتے ہیں اس طرح گویا آپ ہی کے واسطہ سے دنیا میں یہ دریائے نور رواں ہوا۔

اگرچہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا استفادۂ روحانی ثابت نہیں ہے لیکن اربابِ تصوف کا اس پر اتفاق ہے کہ (حضرت) حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی سے فیض یافتہ تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں "اربابِ طریقت کے نزدیک حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب یقینی منسوب ہیں محدثین کے نزدیک یہ انتساب ثابت نہیں ہے لیکن شیخ احمد قناشی نے اپنی کتاب عقد الفرید فی سلاسل اہل التوحید میں ایک تشفی بخش بحث کے ذریعے سے اہل تصوف کی تائید کی ہے۔ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ صوفیاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فیض پایا ہے۔(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، صفحہ ۳۱ و ۱۸)

سلف سے لے کر خلف تک تمام اکابر اولیاء صوفیاء حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس سلسلۂ نورانی کا سرچشمہ اور شیخ الشیوخ مانتے تھے ان کے اقوال سے سند لاتے ہیں۔صوفیاء کے تذکروں میں ان کا نام سرفہرست ہوتا ہے ان کے اقوال تعلیم تصوف کا نصاب مانے جاتے ہیں۔شیخ فرید الدین ان الفاظ کے ساتھ ان کا ذکر شروع کرتے ہیں:

---

[28] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 125/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

"آں پروردۂ نعمت ، آں خوکردہ فتوت آں کعبۂ علم و عمل ، آں خلاصۂ رع وحلم، آں سبق بردۂ بصاحب صدر، صدر سنت حسن بصری مناقب او بسیارا ست ومحامداوبیشمار"[29] (تذکرۃ الاولیاء ، فرید الدین عطار ، صفحہ ۲۴)

شیخ علی بن عثمان ہجویری المتوفی ۴۶۵ھ میں اپنی کتاب **کشف المحجوب** میں جو فارسی میں تصوف کی سب سے قدیم کتاب ہے میں لکھتے ہیں:

امام عصرو فریدہ دھر ابو علی الحسن بن ابی الحسین البصري .....دی را قدری و خطری بزرگ ست بنزدیک اھل طریقت و لطیف الاشارہ بودہ است اندرعلم و معاطت[30] (کشف المحجوب ، نسخہ قلمی دار المصنفین)

شیخ ابوالنصر سراج المتوفی ۳۷۰ھ اور شیخ شہاب الدین سہروردی وغیرہ اکابر صوفیاء نے اپنی کتابوں "**کتاب اللمع**" اور عوارف المعارف میں حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اقوال سے استناد کیا ہے۔

فضائل و اخلاق﴾ روحانی اور اخلاقی کمالات کے اعتبار سے حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زہد وورع کا مجسم پیکر اور فضائلِ اخلاق کی مجسم تصویر تھے۔ ہر مسلمان کے لئے فضائل واخلاق کا معیار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگی ہے اس معیار کے مطابق حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مثنیٰ (نصف ثانی) تھے اگرچہ اُنہوں نے رسالت کا مقدس زمانہ نہیں دیکھا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہ تھے لیکن ان کی اخلاق اسی مقدس سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ تابعین کی جماعت میں ان سے زیادہ کسی شخص کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت نہ تھی۔ ان کی ہر ادا سے شانِ صحابیت آشکارا تھی۔ اکابر تابعین کو اس کا اعتراف تھا۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعی تھے فرماتے تھے کہ میں نے کسی غیر صحابی کو حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ اصحاب رسول سے مشابہ نہیں دیکھا۔ (ابن سعد ، جلد ۷ ، ق اول ، صفحہ ۱۱۸)[31]

سوز و گداز﴾ تمام محاسن کا سرچشمہ سوز و گُدازِ (رقّت) قلب ہے ان سے عبادت وریاضت، زہد وورع وغیرہ تمام اخلاقی وروحانی فضائل کے سوتے پھوٹتے ہیں جس کا دل ایسا شکستہ ساز تھا جس سے درد کے سوا کوئی نغمہ نہ نکلتا تھا۔ یونس کا بیان ہے کہ ان پر ہمیشہ غم وحزن چھایا رہتا تھا ان کے ہنسی سے بالکل ناآشنا تھے۔ فرماتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے زیادہ ہنسنے سے دل مر جاتا ہے۔ قرآن پاک کی آیات پڑھ کر شدتِ تاثر سے زار زار رویا کرتے تھے۔

خشیت الٰہی﴾ خشیت الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہر آن لرزاں رہتے تھے۔ یونس بن عبید کا بیان ہے کہ جب حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اپنے کسی عزیز وقریب کو دفنا کر آرہے ہیں، جب بیٹھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایسے قیدی ہیں جن کی گردن مارے جانے کا حکم دیا جا چکا ہے اور جب دوزخ کا ذکر کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دوزخ صرف انہی کے لئے بنائی گئی ہے۔[32] (شذرات الذہب ، جلد ۱ ، صفحہ ۱۳۸)

---

[29] (تذكرة الأولياء ترجمة اثنين وتسعين وليا من أولياء الله الصالحين، ذكر الحسن البصري رحمه الله و رضي الله عنه ،ص56، دار الكتب العلمية بيروت ، 2008م)

[30] (كشف المحجوب فارسي، باب في ذكر ائمتهم من التابعين ،ص 91، النوريه رضويه پبلشنگ کمپنی ، لاہور پاکستان ، طباعت اول 18 صفر المظفر 1435ھ / 22 دسمبر 2013ء)

[31] (طبقات الكبرى، باب الحسن بن ابي الحسن، 119/7 ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)

[32] (شذرات الذهب في أخبار من ذهب، باب سنة عشر ومائة، 2/ 51 الى 52 دار ابن كثير ، دمشق – بيروت، الطبعة: الأولى، 1406 هـ 1986 م)

زھد وورع﴾اس پر سوز بلکہ پر کیف فطرت کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی زندگی سرتاپا زہد وورع میں ڈوبی ہوئی تھی۔ان کی ذات عبادت وریاضت اور زہد وورع کا مجموعہ تھی۔حجاج الاسود کا بیان ہے کہ ایک شخص آرزو کیا کرتا تھا کہ کاش مجھے حسن(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا زہد،ابن سیرین کا ورع،عامر بن قیس کی عبادت اور سعید بن مسیب کا تَفَقُّہ(علمِ فقہ سیکھتے یا سمجھتے) نظر آئے۔لوگوں نے دیکھا تو یہ تمام اوصاف(حضرت) حسن بصری(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تنہا ذات میں جمع تھے۔[33]

(ابن سعد، صفحہ ۱۲۰)

ان کی مجلس میں آخرت کے علاوہ کسی شے کا تذکرہ ہی نہ ہوتا تھا۔اشعث کا بیان ہے کہ جب ہم حسن(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم سے نہ کوئی دنیاوی خبر پوچھی جاتی اور نہ خبر دی جاتی بس صرف آخرت پر ذکر رہتا تھا۔[34] (ابن سعد، صفحہ ۱۲۱)

عبادت کے بعض خاص احوال﴾فرائض وسنن کے علاوہ آپ کی خاص عبادت تنہائی میں ہوتی تھی اس وقت آپ اس عالمِ آب وگل کے علاوہ کسی دوسرے عالم میں ہوتے تھے۔حمید کا بیان ہے کہ ہم ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں تھے کہ شعبی نے حسن سے تخلیہ کی ملاقات کی خواہش ظاہر کی میں نے حسن سے اس کا ذکر کیا حسن نے کہا کہ جب دل چاہے آئیں ملاقات ہو جائے گی چنانچہ وہ ایک دن آئے میں دروازے پر موجود تھا میں نے ان سے کہا کہ اس وقت حسن گھر میں تنہا موجود ہیں اندر جاؤ لیکن تنہا جانے کی ان کی ہمت نہ پڑی اس لئے اُنہوں نے مجھ سے بھی ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی۔میں بھی ساتھ ہو لیا جس وقت ہم لوگ اندر پہنچے اس وقت حسن قبلہ رو ایک عجیب عالم میں کہہ رہے تھے ابن آدم تو نیست(نہیں) تھا ہست(حیات) کیا گیا تو نے مانگا تجھ کو دیا گیا لیکن جب تیری باری آئی اور تجھ سے مانگا گیا تو نے انکار کیا۔افسوس تو نے کتنا برا کام کیا یہ کہہ کر وہ بے خبر ہو جاتے تھے پھر ہوش میں آکر یہی کلمات دہراتے۔یہ رنگ دیکھ کر شعبی نے مجھ سے کہا لوٹ چلو اس وقت شیخ کسی اور عالم میں ہے۔[35] (ابن سعد، جلد ۷، ق اول صفحہ ۱۲۴)

عمل اور اخلاص فی العمل﴾آپ کے نزدیک زہد محض زبانی دعوؤں اور ظاہری وضع بنانے کا نام نہ تھا بلکہ اصل شے عمل اور اخلاص تھا فرماتے تھے کہ انسان جو کچھ کہتا ہے اگر اس کو کچھ کرتا بھی ہے تو یہ فضیلت ہے اگر کرنے سے زیادہ کہتا ہے تو وہ عار(جھجک،ذلّت) ہے۔(ابن سعد جلد ۷)

آپ کی زندگی سرتاپا عمل تھی ابو بکر ہذلی کا بیان ہے کہ وہ جب تک خود ایک کام نہ کر لیتے تھے اُس وقت تک دوسروں کو اس کے کرنے کی ہدایت نہ کرتے تھے اور جب تک خود کسی کام کو چھوڑ نہ لیتے تھے اس وقت تک دوسروں کو اس سے منع نہ کرتے تھے۔[36] یونس بن عبید سے کسی نے پوچھا کہ تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو حسن بصری(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسے اعمال کرتا ہو انہوں نے کہا ان جیسے اعمال کرنا تو کجا(دور) میں کسی ایسے شخص کو بھی نہیں جانتا جو زبان سے ان جیسی باتیں کہتا ہو۔[37] (شذرات الذہب، جلد اول، صفحہ ۱۳۸،۱۳۷)

---

[33] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 121/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[34] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 123/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[35] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 126/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[36] (شذرات الذھب في أخبار من ذھب، باب سنة عشر ومائة، 50/2، دار ابن کثیر، دمشق–بیروت، الطبعة: الأولی، 1406 ھ 1986 م)

[37] (شذرات الذھب في أخبار من ذھب، باب سنة عشر ومائة، 51/2، دار ابن کثیر، دمشق–بیروت، الطبعة: الأولی، 1406 ھ 1986 م)

بغیر اخلاص کے محض حلقہ نشینی اور گلیم پوشی (کمبل پوش فقیر) کو فریب تصور کرتے تھے چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حلقہ میں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں لیکن اس سے ان کی غرض دنیاہوتی ہے ایک مرتبہ آپ کے سامنے گلیم پوشوں کاتذکرہ کیاگیافرمایایہ لوگ دل کی گہرائیوں میں غرور کے بت چھپائے ہیں اور ظاہری لباس سے تواضع اور فروتنی (انکساری) ظاہر کرتے ہیں بخدایہ اپنی گلیم گدائی میں بیش قیمت رداءپوشوں سے زیادہ مغرور ہیں۔[38]

(ابن سعد ، جلد۷،ق اول، صفحہ ۱۲۳)

بزیر دلق مرقع کما نہادارند

کلاہ تتری﴾اس پر فریب وضع سے بچنے کے لئے آپ کبھی کبھی اچھالباس پہن لیتے تھے۔کلثوم بن جوشن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حسن یمنی جبہ اور رداء اُوڑھ کر نکلے۔اس پوشاک میں دیکھ کر فرقد نے اعتراض کیاکہ آپ جیسے شخص پر یہ لباس زیب نہیں دیتاآپ نے جواب دیاابن ام فرقد تم یہ نہیں جانتے کہ دوزخیوں کا بڑاحصہ گلیم پوشوں میں سے ہوگا۔[39]

اے بسا خرقه که مستوجب آتش باشد

فریب نفس کا خوف﴾انسان کاسب سے بڑادشمن خوداس کانفس ہے جواس کو کبھی قبولیت عامہ اور شہرتِ طلبی، کبھی ریاکاری اور کبھی عجب وغرور کے فریب میں مبتلا کرکے برباد کردیتاہے۔حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پُرفریب اور چمکیلے شراب سے بہت خائف تھے اور اُٹھتے بیٹھتے یہ دعا کرتے تھے کہ خدایاشرک، غرور، نفاق، ریاء، فریب، شہرتِ طلبی اور اپنے دین میں شک وشبہ سے ہمارے قلوب کو بچااے مقلب القلوب ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم اور اُستُوار (مضبوط) رکھ اور اسلام قیم کو ہمارادین بنا۔[40] (ابن سعد، ق اول ،صفحہ ۱۲۳)

عوام کی عقیدت کو بڑااِبتِلا (مصیبت) سمجھتے تھے۔غالب القطان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حسن مسجد آئے ان کی سواری کا گدھاواپس جاچکا تھااس لئے انہیں واپس پہنچانے کے لئے میں نے اپناگدھامنگالیا۔اس کی عادت تھی کہ اکثر سواری کی ٹانگ پکڑلیاکرتاتھااس لئے میں نے حفاظت کی غرض سے اس کی لگام پکڑلی حسن کی سواری تھی اسی لئے بہت سے آدمی ساتھ ہوگئے۔انہیں دیکھ کر حسن نے کہابُراہوا گر مسلمان اپنے نفس کا جائزہ نہیں لیتے اور وہ اپنی حقیقت سے آگاہ نہیں کہ وہ بالکل تہی دامن (محروم) ہے ان لوگوں کے جوتوں کی چاپ ضعیف انسان کے دل کو برباد کرنے کے لئے کافی ہے۔[41]

فریب نفس اور عجب وغرور سے بچنے کے لئے اپنی تعریف سننا پسند نہ کرتے تھے سعید بن محمد ثقفی کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص حسن کے منہ پر ان کی تعریف کرتاتو وہ انہیں سخت ناگوار ہوتی تھی اور اگر لوگ ان کے لئے دعاکرتے تو وہ اس سے خوش ہوتے تھے۔[42]

---

[38] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 130/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[39] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 125/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[40] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 130/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[41] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 124/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[42] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 131/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

جہاد فی سبیل اللہ عموماً عابدانِ شب زندہ دار کی حجروں کی برودت راہِ خدا میں جانبازی کی حرارت کو سرد کر دیتی ہے لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رگوں کا خون ہمیشہ جہاد فی سبیل اللہ میں گرنے کے لئے جوش زن رہتا تھا اگرچہ چند مہمات کے علاوہ جہاد میں ان کی شرکت کی تصریح نہیں ملتی لیکن اربابِ سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ بچپن سے ان کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کا ولولہ ساری تھا اور انہوں نے سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد جہاد کو مشغلۂ حیات (زندگی کا مشغلہ) بنالیا تھا۔

اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر مہمات میں شریک رہے ہونگے لیکن تصریح کے ساتھ کابل، اندقان اور زابلستان کی مہمات کے علاوہ دوسری مہمات میں شرکت کا پتہ نہیں چلتا۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک خاموش اور شہرت سے نفور بزرگ تھے جہاد سے غرض نام و نمود نہیں بلکہ حصولِ شرف تھا اس لئے عام سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوتے رہے ہوں گے جن کا تذکرہ عموماً تاریخوں میں نہیں ہوتا۔

ظلم کی تلوار کے مقابلہ میں توبہ کی سپر ظالم حکومتوں اور جابر امراء کے مقابلہ میں اعلانِ حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صلحائے امت کا خاص طغرائے امتیاز رہا ہے لیکن اس باب میں حسن بصری کا طرزِ عمل ان سے مختلف تھا وہ ان کے مقابلہ میں سکوت افضل سمجھتے تھے۔ عمارہ بن مہران کا بیان ہے کہ حسن بصری سے لوگوں نے کہا آپ امراء کے پاس جا کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں نہیں فرماتے۔ جواب دیا مومن کو اپنا نفس ذلیل نہ کرنا چاہیے اس زمانہ کے امراء کی تلواریں ہماری زبانوں سے آگے بڑھ گئی ہیں جب ہم اُن سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ ہمیں تلوار سے جواب دیتے ہیں ان حالات میں آپ ظلم کی تلوار کے مقابلہ میں توبہ کی ڈھال استعمال کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔[43]

ابومالک کا بیان ہے کہ حسن سے جب کہا جاتا کہ آپ میدان میں نکل کر ان حالات کو بدلتے کیوں نہیں تو فرماتے اللہ تعالیٰ تلوار سے نہیں بلکہ توبہ سے بدلتا ہے۔[44]

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب لوگ اپنے حکمران کی جانب سے آزمائش میں مبتلا کئے جائیں اور اس پر صبر کریں تو خدا ان کو جلد اس مصیبت سے نکال دے گا اور خدا تعالیٰ ان پر اعتماد کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس کا کبھی کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔

شور و فتن سے کنارہ کشی اس لئے آپ شور و فتن اور انقلاب سے علیحدہ رہتے تھے چنانچہ امویوں کے زمانہ میں بڑے بڑے سیاسی انقلابات ہوئے مختلف اوقات میں مختلف جماعتیں ان کے خلاف اُٹھیں لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اُصول کی بناء پر کبھی ان میں شریک نہ ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی اس میں پڑنے سے روکتے تھے چنانچہ عبدالملک کے زمانہ میں جب ابن اشعث نے اور یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں جب ابن مہلب نے علم بغاوت بلند کیا تو کچھ آدمیوں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان فتنوں میں شرکت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا فریقین میں سے کسی کا ساتھ نہ دو ایک شامی نے کہا امیر المومنین کا بھی ساتھ نہ دیں آپ نے شامی کو دھکا دے کر اس کا جملہ دہرا کر فرمایا ہاں امیر المومنین کا ساتھ بھی نہیں۔

---

[43] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 131/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

[44] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 127/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

ابن اشعث حجاج کے خلاف اُٹھا تھا اور ایک بڑی جماعت جس میں بعض اکابر تابعین بھی تھے اس کے ساتھ ہو گئی تھی۔ عقبہ بن عبد الغافر، ابو الجوزاء اور عبد اللہ بن غالب چند سر بردرہ آدمیوں نے آکر ان سے پوچھا ابو سعید اس طاغیہ (حجاج) سے جو خون ناحق بہاتا ہے، حرام مال لیتا ہے، تارکِ نماز ہے، ایسا ہے ویسا ہے، لڑنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا میرے نزدیک نہ لڑنا چاہیے اس لئے کہ اگر وہ خدا کا عذاب ہے تو پھر تم اسے تلوار سے دور نہیں کر سکتے اور اگر یہ آزمائش ہے تو اس پر صبر کرنا چاہیے تاکہ خدا خود اس کا فیصلہ کر دے خدا بڑا فیصلہ کرنے والا ہے۔

ابن اشعث کی شورش پر حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بڑی آزمائش میں پھنس گئے تھے لیکن جان پر کھیل کر کسی نہ کسی طرح اپنے کو اس سے نکالا۔ آپ کی شخصیت کی وجہ سے بصرہ کیا سارے عراق پر آپ کا اثر تھا۔ آپ کی دامن کشی کی وجہ سے بہت سے محتاط ابن اشعث کا ساتھ دینے میں پہلو بچاتے تھے اس لئے لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ جس طرح لوگ جنگِ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کے گرد جانبازی دکھاتے تھے اسی طرح تمہارے لئے جان دیں تو حسن کو کسی نہ کسی طرح میدان میں لاؤ۔ اس مشورہ پر ابن اشعث زبردستی آپ کو کھینچ کر لے گیا آپ جبراً و قہراً چلے تو گئے لیکن لوگ جیسے ہی آپ کی طرف سے غافل ہوئے آپ جان پر کھیل کر ایک دریا میں پھاند پڑے اور کسی نہ کسی طرح جان بچا کر نکل آئے۔

اسی زمانہ میں ایک شخص سعید بن ابی الحسن نے جو حجاج کے مخالفین میں سے تھا اور لوگوں کو اس کے خلاف اُبھارا کرتا تھا حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا کہ ہم نے نہ امیر المومنین کی اطاعت سے منہ موڑا ہے اور نہ ان کو تخت سے اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ ہم کو صرف اس لئے امیر المومنین سے برہمی ہے کہ اُنہوں نے حجاج جیسے جابر شخص کو حاکم بنایا ہے ایسی صورت میں آپ کی کیا رائے ہے اور اہل شام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! خدا نے حجاج کو مُحِق عُقُوبَت (عذاب دور کرنے) کے لئے مسلط کیا ہے اس لئے تلوار سے عقوبت خداوندی کا مقابلہ نہ کرو بلکہ صبر و سکون اور خاموشی سے کام لو اور بارگاہِ خداوندی میں سکون اور تَضَرُّع (گریہ زاری) سے کام لو! تم نے شامیوں کے بارے میں میری رائے پوچھی ہے میرا خیال ہے کہ حجاج انہیں دنیا کا لقمہ تر دے کر ان سے ہر کام کرا سکتا ہے۔[45]

اظھارِ حق لیکن اس سے یہ نہ قیاس کرنا چاہیے کہ حکام اور سلاطین کے مقابلہ میں وہ ہر موقع پر خاموشی ہی سے کام لیتے تھے بلکہ جب ان کے مقابلہ میں خیالات کے اظہار کا موقع آجاتا تھا تو پھر وہ بلا خوف و خطر اپنے حقیقی خیالات ظاہر کر دیتے تھے۔ یزید بن عبد الملک کے زمانہ میں جب عمر بن ہیرہ خراسان اور عراق کا والی ہوا تو اس نے عراق کے اکابر علماء حسن بصری، محمد بن سیرین اور امام شعبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو بلا کر ان سے بطورِ استفتاء سوال کیا کہ یزید خدا کا خلیفہ ہے خدا نے اس کو بندوں پر اپنا نائب بنایا ہے اور ان سے اس کی اطاعت اور ہم حکام سے اس کے احکام کی تعمیل کا وعدہ لیا ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس نے ہم کو ولی بنایا ہے اور ہمارے پاس احکام بھیجتا ہے میں اس کی تعمیل کرتا ہوں ان حالات میں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ ابن سیرین اور شعبی نے گول جواب دیا حسن بالکل خاموش تھے۔ ابن ہیرہ نے ان سے پوچھا آپ اپنا خیال ظاہر کیجئے۔ اُنہوں نے جواب دیا ابن ہیرہ یزید کے بارے میں خدا کا خوف کرو اور خدا کے معاملہ میں اس کا خوف نہ کیا کر۔ خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے لیکن یزید تجھ کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ وہ زمانہ قریب ہے کہ خدا تیرے پاس ایسا فرشتہ بھیجے گا جو تجھ کو تخت حکومت سے اتار کر اور قصر کی وسعت سے نکال کر قبر کی تنگی میں ڈال دے گا اس وقت تیرے اعمال کے سوا کوئی اور شے تجھ کو نجات نہ دلا سکے

[45] (طبقات الکبریٰ، باب الحسن بن ابی الحسن، 7/ 121؛ ی 123 دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990م)

گی۔ خدا نے بادشاہ اور حکومت کو اپنے دین اور اپنے بندوں کی امداد و اعانت کے لئے بنایا ہے اسی لئے خدا کی دی ہوئی حکومت کے ذریعہ سے تم خدا کے دین اور اس کے بندوں پر سوار نہ ہو جاؤ خدا کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔[46]

مسئلہ تقدیر﴾ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدری تھے لیکن یہ صحیح نہیں اس شہرت کی وجہ غالباً یہ ہے کہ بعض اکابر تابعین اس بات میں اتنے مُتَشَدّد (شدت پسند) تھے کہ قدریوں سے ملنا بھی پسند نہ کرتے تھے اور حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان سے ملنے جلنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اس لئے ناواقفوں نے اس میل جول کی وجہ سے قدریوں کے خیالات کو ان کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ ان کا دامن اس سے پاک تھا۔

عمر کا بیان ہے کہ قدری ان کے پاس آتے جاتے تھے لیکن ان کے خیالات ان کے مخالف تھے۔ حسن کہتے تھے کہ ابن آدم خدا کو ناراض کر کے کسی انسان کی خوشنودی حاصل نہ کر خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کر خدا کے اَفضال (فضل و کرم) پر کسی انسان کی تعریف نہ کر جو شے خدا نے تجھے نہیں دی اس پر کسی انسان کو ملامت نہ کر۔ خدا نے خلق اور خلائق کو پیدا کر دیا اور وہ اپنی تخلیق کے اُصول پر چل رہے ہیں جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اپنی حرص سے اپنے رزق میں اضافہ کر سکتا ہے تو اگر اس کا یہ گمان صحیح ہے تو ذرا اپنی عمر بڑھا کر دکھا دے، اپنا رنگ بدل دے، اپنے اعضاء و جوارح میں کوئی اضافہ کر دے جب ایسا نہیں کر سکتا تو معلوم ہوا کہ انسان کا کوئی دخل نہیں ہے ہر شے تقدیرِ الٰہی پر چل رہی ہے۔

اصل یہ ہے کہ ان کے بعض مشتبہ اقوال سے یہ غلط نتیجہ نکالا گیا ہے اگر کسی حد تک وہ اس سے متاثر بھی تھے تو آخر میں اس سے رجوع کر لیا تھا۔ اصمعی اپنے والد کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ حسن کبھی قدر کے بعض حصوں پر گفتگو کرتے تھے لیکن پھر اس سے رجوع کر لیا تھا۔ قاضی عطا بن یسار قدری تھے ان کی زبان میں جادو کا اثر تھا وہ اور سعید جہنی حسن کے پاس آتے تھے اور ان سے سوالات کرتے تھے اور کہتے تھے ابو سعید یہ سلاطین اور فرمانروا مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں اور ان کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے یہ اعمال خدا کی تقدیر کے مطابق ہیں۔ حسن یہ سن کر کہتے وہ دشمنانِ خدا جھوٹے ہیں اس تردید اور بعض اس قبیل کے دوسرے واقعات سے لوگوں نے ان کے قدری ہونے کا نتیجہ نکالا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ ایک خاص موقع تھا جس کا عقیدۂ قدر سے کوئی تعلق نہیں۔

بعض اقوال اور کلماتِ طیبات﴾ بیکار اور بے نتیجہ باتیں بہت کم کرتے تھے ان کی گفتگو کا بیشتر حصہ حکمت اور موعظت کے موتی ہوتے تھے۔[47] (شذرات الذہب جلد۱، صفحہ ۱۳۸) ان کے بہت سے حکیمانہ اقوال کتابوں میں ملتے ہیں جو معنویت اور بلاغتِ ادا کے اعتبار سے پند و موعظت اور علم و حکمت کا دفتر ہیں جن سے بہت سے اخلاقی و روحانی اسرار و حکم پر روشنی پڑتی ہے اس لئے بعض اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

★ فرماتے تھے جو وسوسے ایسے ہیں کہ پیدا ہوتے ہیں اور نکل جاتے ہیں وہ شیطان کی جانب سے ہیں ان کے ازالہ میں ذکرِ خدا اور تلاوتِ قرآن سے مدد لینی چاہیے اور جو پیدا ہو کر قائم ہو جاتے ہیں وہ نفس کی جانب سے ہیں ان کے دور کرنے میں نماز، روزہ اور ریاضت سے مدد لینی چاہیے۔

---

[46] (تهذيب الكمال، باب الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب، 113/6، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)

[47] (شذرات الذهب في أخبار من ذهب، باب سنة عشر ومائة، 51/2، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الأولى، 1406 هـ 1986 م)

★خدا جس بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو اہل وعیال کی بندشوں میں نہیں پھنساتا ہے۔

★متواضع ہونے کی یہ شرط ہے کہ گھر سے باہر کسی سے بھی ملے تو اس کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھے۔

★جب بندہ گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اس سے خدا کے ساتھ اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے۔

★ایک شخص نے آپ سے اپنے قلب کی قَساوَت (سخت دلی، بے رحمی) کی شکایت کی فرمایا اس کو ذکر وفکر کی محفلوں میں لے جایا کرو۔

★مردہ کے لئے سب سے بُرے خود اس کے گھر والے ہوتے ہیں کہ اس پر روتے ہیں حالانکہ اس کے مقابلہ میں اس کے قرض کا ادا کرنا ان پر آسان نہیں ہوتا۔

★ایک شخص کی عداوت کے بدلہ میں ہزار لوگوں کی دوستی بھی نہ خریدو۔

★ طَمَع (لالچ) عالم کو رسوا کر دیتی ہے۔

★انسان کا اعلانیہ اپنے نفس کی مذمت کرنا در حقیقت اس کی مدح ہے۔

★اپنے بھائیوں کی عزت کرو تو ہمیشہ ان کے ساتھ تمہاری دوستی قائم رہے گی۔

★اگر اپنی موت کی رفتار پر ابن آدم کی نظر ہوتی ہے تو وہ اپنے قریب امید کا دشمن بن جاتا۔

★جو شخص عاجزی کے لئے خدا کے سامنے صُوف (کمبل) پہنتا ہے تو خدا اس کی نگاہ اور قلب کا نور بڑھا دیتا ہے اور جو پِندار (گھمنڈ) کے لئے پہنتا ہے وہ سرکشوں کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

★کاش میں کوئی ایسا کھانا کھالیتا جو میرے پیٹ میں اینٹ بن جاتا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو برس تک باقی رہتی ہے۔

★ایک مرتبہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ فقیہ ایسا ایسا کہتے ہیں فرمایا تم لوگوں نے فقیہ دیکھا بھی ہے فقیہ وہ ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو دین میں بصیرت رکھتا ہو خدائے عزوجل کی عبادت پر مداومت کرتا ہو۔

★خدا کی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے مال وزر کو عزت دی خدا نے اس کو ذلیل کیا۔

★ عقلمند کی زبان قلب کے پیچھے ہے جب وہ کچھ کہنا چاہتا ہے تو پہلے قلب کی طرف رجوع کرتا ہے اگر وہ بات اس کے فائدہ کی ہوتی ہے تو کہتا ہے ورنہ رک جاتا ہے اور جاہل کا قلب اس کی زبان کی نوک پر رہتا ہے وہ قلب کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آتا ہے بک دیتا ہے۔

★دنیا در حقیقت تمہاری سواری ہے اگر تم اس پر سوار ہو گئے تو وہ تم کو اپنی پیٹھ پر اُٹھائے گی اور اگر وہ تم پر سوار ہو گئی تو تم کو ہلاک کر ڈالے گی۔

★جب تم کسی شخص سے دشمنی کرنا چاہو تو پہلے اس پر نظر کرو اگر وہ خدا کا مطیع ہے تو اس سے بچو کیونکہ خدا اس کو کبھی تمہارے قبضہ میں نہ دے گا اور تمہارے لئے اس کو تنہا نہ چھوڑے گا اور اگر وہ خدا کا نافرمان ہے تو تم اس کو اس کی عَداوَت (بغض) کی ضرورت ہی نہیں اپنے نفس کو خواہ مخواہ اس کی عداوت میں پریشان نہ کرو یعنی وہ خود ہلاک ہو جائے گا خدا کی دشمنی اس کے لئے کافی ہے۔

★جو شخص خدا کی اطاعت کرتا ہے اس سے دوستی تمہارے لئے ضروری ہے کیونکہ جو شخص صالح آدمی کو دوست رکھتا ہے وہ گویا خدا کو دوست رکھتا ہے۔

★میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے دنیا چاہی ہو اور اسے آخرت ملی ہو اس کے بر خلاف جو آخرت چاہتا ہے اسے دنیا بھی مل جاتی ہے یعنی پھر ایسی چیز کیوں نہ چاہی جائے جس سے دونوں چیزیں مل جائے۔

★اسلام یہ ہے کہ تم اپنے قلب کو خدا کے سپرد کر دو اور ہر مسلمان تمہارے ہاتھوں سے محفوظ رہے۔

★محبت کا متوالا ہمیشہ مست و بیخود رہتا ہے اسے صرف محبوب کا مشاہدہ جمال ہوشیار کرتا ہے۔

وفات﴾ بعض خاصانِ حق کو دنیا چھوڑے سے پیشتر وصلِ محبوب کے اشارات مل جاتے ہیں خود قرآن نے وفاتِ نبوی کا اشارہ کر دیا تھا۔ بعض آدمیوں کی عالم رویاء میں حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وفات کا اشارہ بھی مل گیا تھا چنانچہ ان کی وفات سے چند دنوں پیشتر ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک طائر نے مسجد کی سب سے خوبصورت کنکری اُٹھالی۔ مشہور معبر خواب ابن سیرین نے اس کی یہ تعبیر دی کہ حسن کا انتقال ہو جائے گا۔[48]

اس خواب کے چند ہی دنوں کے بعد حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ دورانِ علالت میں فرماتے تھے کاش انسان نے اپنی صحت و تندرستی کے زمانہ میں بیماری کے دن کے لئے کچھ چھوڑا ہوتا۔ وقت آخر اپنے صاحبزادے کو اپنی کتابیں اکٹھا کرنے کا حکم دیا انہوں نے حکم کی تعمیل کی اسکے بعد خادم کو تنور جلانے کا حکم دیا اس نے جلا دیا اور چشمِ زدن میں علوم و فنون کا سارا دفتر جل کر خاکستر ہو گیا۔ اب اس کا وقت آ گیا تھا

صدکتاب و صدورق درنارکن　　　　جان ودل را جانب دل دارکن

صرف ایک کتاب باقی رہنے دی ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید کے متعلقات میں رہی ہو جس کو احتراماً چھوڑ دیا ہو۔

دوم آخر کاتب کو بلوا کر لکھوایا حسن اس کی شہادت دیتا ہے "لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ" جس نے موت کے وقت صدقِ دل سے اس کی شہادت دی وہ جنت میں داخل ہو گا۔

ان تیاریوں سے فراغت کے بعد ۱۱۰ء میں شب جمعہ کو سفر آخرت کیا۔ محدث ایوب اور حمید الطویل نے انہیں غسل کیا۔ دوسرے دن بعد نمازِ جمعہ عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے اُٹھا۔ ساری خلقت جنازے پر ٹوٹ پڑی شہر اتنا خالی ہو گیا کہ اس دن جامع بصرہ میں کوئی عصر کی نماز پڑھنے والا موجود نہ تھا۔

حلیہ﴾ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جمالِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی آراستہ تھے صورتاً نہایت حسین و جمیل تھے۔ اس حسن کے ساتھ خدا نے وجاہت اور رعب بھی عطا فرمایا تھا جس مجمع میں بیٹھتے تھے سب سے ممتاز نظر آتے تھے۔ عاصم احول کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بصرہ جاتے وقت امام شعبی سے پوچھا کہ بصرہ میں آپ کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے شعبی نے کہا حسن کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ عاصم نے کہا میں ان کو پہچانتا نہیں ہوں۔ شعبی نے یہ نشان بتایا کہ بصرہ میں داخل ہونے کے بعد جو تم کو سب سے زیادہ حسین شخص نظر آئے اور تمہارے دل پر جس کا سب سے زیادہ رعب پڑے اسی کو سلام پہنچانا اس نشانی پر شعبی نے سلام پہنچایا جو ٹھیک حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پہنچا۔

[48] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 129/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولى، 1410 ھ 1990 م)

لباس؛ اس حسنِ ظاہری کے ساتھ بڑے خوش لباس تھے جیسا کہ اوپر گزرا ہے کہ آپ ظاہری وضع قطع میں زیادہ تقشُّف (درویشانہ زندگی گزارنے) کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ اس کو جامۂ ریا سمجھتے تھے اسی لئے نہایت بیش قیمت اور خوبصورت کپڑے استعمال کرتے تھے۔ مشہور مشہور مقامات کے عمدہ کپڑے منگواتے تھے۔ شطا، کاکتاں، یمن کی چادر اور پھول دار چادریں استعمال کرتے تھے۔ لباس میں جبہ، رداء اور عمامہ پورے کپڑے ہوتے تھے بغیر عمامہ کے گھر سے نہ نکلتے تھے۔[49] (طبقات ابن سعد)(تابعین صفحہ ۹۶تا۹۷)

اگرچہ اہلِ انصاف کے لئے آپ کی سوانح عمری تسکین خاطر کا کافی ذخیرہ ہے لیکن مخالفین اپنی عادت سے مجبور ہیں وہ اپنے طور کچھ ہو نہ ہو اعتراضات سے باز نہیں آئے گی اس لئے کہ ان کے اعتراضات ابن تیمیہ جیسے ننگ اسلاف و ننگ زمانہ کے تیار کردہ ہیں اور فقیر نے تجربہ کیا ہے مخالفین و منکرین کو اپنے اکابر بالخصوص ابن تیمیہ کا قول نصِ قرآنی سے کم نہیں وہ قرآن واحادیث کی تاویل کرلیں گے لیکن اپنے اکابر بالخصوص ابن تیمیہ کے قول سے سر مو نہ ہٹیں گے۔[50]

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

صدیاں گزرتی جارہی ہیں، علم اُٹھتا جارہا ہے، گمراہی پھیلتی جارہی ہے، اہل حق اُٹھتے جارہے ہیں، گمراہ بڑھتے جارہے ہیں۔ صدیوں سے سلاسل طیبہ (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ) کا اشاعتِ اسلام میں پچانوے فیصد حصہ ہے لیکن دو صدیوں سے اسے مٹانے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں مختلف طریقوں سے اس کڑی کو توڑنے کی سعی خام کی جارہی ہے منجملہ ان کے یہ بھی کہ ان سلاسل مقدسہ کی کڑیاں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں ملتی ہیں مثلاً حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اکثر سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے سربراہ ہیں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات تک نہیں کی پھر ان سے جبہ ودستار اور خلافت کا دعویٰ کیسا؟

اسلاف صالحین تو تحقیقی حیثیت سے کہہ دیتے ہیں اور وہ ان کا حق تھا اسی لئے ان کے اقوال کی تاویلیں بھی مل جاتی تھیں مثلاً امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر جیسے صاحب مذہب نے سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کا انکار فرمایا اور بڑے دلائل سے اپنے مؤقف کو ثابت فرمایا[51] لیکن امام ذہبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی موقف کی یوں تاویل فرمائی کہ انہیں سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایات نہیں ملیں اگر ملی ہیں تو ان کے شرائط و اُصول کے مطابق نہیں تھیں[52]

---

[49] (طبقات الکبری، باب الحسن بن ابی الحسن، 128/7، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1410 ھ 1990 م)

[50] (تابعین، باب ح، ص 86 الی 106، ناشر دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، طبع جدید: 2009ع)

[51] (مسند الفاروق، حدیث فضل اویس بن عامر القرنی، 128/3، دار الفلاح، الفیوم مصر، الطبعة: الأولی، 1430 ھ 2009 م)

[52] (امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس انکار سے سلسلۂ اُویسیہ کے فیوضاتِ مشائخ سلسلہ کو ختم کرنا بھی مخالفین کے ہتھیاروں میں سے ہے فقیر نے ان کے تمام استدلات کو "ذکر اُویس" میں توڑ کر ہباً منثوراً بنادیا ہے۔)

ایسے ہی سلسلہ نقشبندیہ کا تعلق توڑا جاتا ہے تو اس کے جوابات فقیر نے کتاب "تعارف سلاسل اولیاء" میں عرض کر دیئے ہیں۔

ملاقات حسن بصری بہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما﴾ سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا انکار اگرچہ صدیوں پہلے ہے لیکن الحمد للہ ہر صدی میں اس انکار کو دبایا گیا ہے بالآخر اس انکار نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں دم توڑ دیا کیونکہ اس انکار پر حضرت مولانا محب النبی شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "فخر الحسن"[53] ایک ایسی کتاب تحریر فرمائی جس کا رد کسی مخالف سے نہ ہو سکا اور نہ ہی آئندہ اس کی امید کی جا سکتی ہے اس پر آپ کے مخلص مرید نے "القول المستحسن" شرح لکھ کر انکار کے تابوت کو تا قیامت دفنا دیا۔

فقیر اپنی عادت پر گوجرہ کے سفر میں اس موضوع کو امام جلال سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "اتحاف الفرقه برفوا لخرقه" کے مطالعہ کے بعد شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صاحبانِ سلاسل طیبہ کی ارواحِ مقدسہ کے طفیل فقیر کو اس خدمت کے لائق بنا کر اسے شرفِ قبولیت سے مشرف ہوئے تاکہ فقیر کے لئے یہی تحریر، ایسے ہی دوسری تصانیف توشۂ راہِ آخرت ہوں اور عوام اہل اسلام کے لئے مشعلِ راہ۔

خرقہ خلافت﴾ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ کے ابتداء میں لکھتے ہیں کہ

أنكر جماعة من الحفاظ سماع الحسن البصري من علي بن أبي طالب [رضي الله عنه] وتمسك بهذا بعض المتأخرين، فخدش به في طريق لبس الخرقة ـ [54] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۴۸)

ایک جماعت حافظ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع کا انکار کیا ہے اس سے متاخرین میں بعض صاحبان نے خرقۂ خلافت کو مخدوش بنانے کے لئے استدلال کیا ہے۔

(۳) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی انکار کرتے ہوئے لکھا کہ

لم يثبت بين علی والحسن البصری مادة الاجتماع مع كونهما فی عصر واحد بالاجماع۔ (المعدن العدنی، صفحہ ۱۰۸)

حضرت علی و حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ملاقات ثابت نہیں باوجودیکہ دونوں کا زمانہ ایک تھا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلیل نہیں دی صرف ان کا انکار ہمارے موقف کو مضر نہیں۔ منکرین کی فہرست لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ ان کے دلائل سوالات کے باب میں آئیں گے ان شاء اللہ۔ البتہ مُستَبِین[55] کی فہرست طویل ہے ان میں سے چند بزرگوں کے اسماء گرامی عرض کروں گا تاکہ مذبذب قلوب کو تسکین اور سلاسلِ طیبہ کے معتقدین کو سرور نصیب ہو۔

---

[53] (اس رسالہ کی تیاری کے وقت فقیر کو یہ کتاب کہیں سے نہ ملی جس کا بے حد افسوس تھا الحمد للہ بعد کو وہ مل گئی ہے اس سے استفادہ کر کے کتاب میں اس کے اقتباسات عرض کئے ہیں)۔ (الحمد للہ ذلک)

[54] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة ،122/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 ھ 2004 م)

[55] تمام باقاعدہ دستاویزات اور اقرار ناموں کے لیے مستعمل

دلائلِ اثبات﴾امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

وأثبته جماعة وهو الراجح عندي ; لوجوه، وقد رجحه أيضا الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختارة، فإنه قال الحسن بن أبي الحسن البصري عن علي، وقيل: لم يسمع منه، وتبعه على هذه العبارة الحافظ ابن حجر في أطراف المختارة۔[56]

(الحاوی للفتاوی، جلد۲، صفحہ۱۴۸)

اسے ایک جماعت نے اثبات فرمایااور یہی راجح ہے اس کی چند وجوہ ہیں اسے حافظ ضیاءالدین المقدسی نے بھی ترجیح دی ہے فرمایاکہ حسن بصری(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیاہے ان کی اس عبارت کی حافظ ابن حجر نے اتباع کی ہے۔

فائدہ﴾حافظ ضیاءالدین مقدسی اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید اہل علم کی تسکین کے لئے کافی ہے اور ضدی اور ہٹ دھرم کو کیا کہا جاسکتا ہے۔

علمائے کرام نے اصول وضوابط اسلام میں ایک قاعدہ لکھاہے کہ "المثبت مقدم على النا فی لا ن معه زيادة علم" مثبت نافی پر مقدم رکھاہے کہ اس کے ساتھ زیادتی شامل ہوتی ہے۔

فائدہ﴾ہم بفضلہ تعالیٰ مثبت ہیں اس لئے جملہ سلاسل طیبہ کو مبارک باد کہ اپنے موقف میں ہم حق بجانب ہیں کیونکہ حسن بصری(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سلاسل طیبہ کے مرشد اول اور خلیفۂ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

تاریخ اسلام بحمدہٖ تعالیٰ ہماری مؤید ہے کیونکہ مخالفین کو مسلم ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ مکرمہ بی بی خیرہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار کرتی تھیں اس لئے آپ کو اپنی فیوضات وبرکات کی نوازشوں کے علاوہ صحابہ کرام(موجودین فی المدینہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعے بچہ کو برکات سے بھرپور کرانے کے لئے لے جاتیں۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کو خوش کرنے پر خوب سے خوب تر دعاؤں سے نوازتے چنانچہ بی بی صاحبہ اُم لمومنین سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسبِ عادت صاحبزادے یعنی حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا سے یوں نوازا

اللهم فقهه في الدين، وحببه إلى الناس۔[57] (الحاوی للفتاوی، جلد۲، صفحہ۱۴۸)

فائدہ﴾یہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا نتیجہ ہے کہ فقاہت میں آپ کی مثال نہیں اور خلقِ خدا کے قلوب میں محبت کا یہ عالم ہے کہ عالم اسلام میں پھیلے ہوئے اکثر سلاسلِ طیبہ کے آپ ہی پیرانِ پیر ہیں۔

---

[56] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 122/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[57] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 2/ 122 الی 123، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

حضرت المزی(رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغیوں نے محاصرہ کیا تو اُس وقت حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی عمر چودہ سال تھی اور سب کو معلوم ہے کہ صحابہ اور تابعین کے دور میں بچوں کو سات سال سے نماز کا پابند کیا جاتا تھا بلکہ خود بچے اس عمر سے پہلے ہی نماز باجماعت کے پابند ہوتے تھے۔اس معنی پر حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات سال مسلسل نماز مسجد نبوی شریف میں ادا کرتے رہے۔اندریں دورانِ علاوہ دوسری ملاقاتوں کے نماز کے اوقات میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوں گے جبکہ حجرہ اُمِ المومنین سیدہ ام سلمہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دولت کدہ کے درمیان چنداں فاصلہ بھی نہ تھا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت اپنی والدہ مکرمہ بی بی خیرہ کے ساتھ ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رہتے تھے۔

مسلم ہے کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیر کفالت تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زیارت کو گاہے گاہے تشریف لے جایا کرتے تو کیا بعید ہے کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف نہ ہوتے ہوں اور آپ سے فیض نہ پایا ہو۔

وہ احادیث مبارکہ جو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست روایت کی ہیں جنہیں محدثین نے بلا نکیر قبول کیا ہے حالانکہ محدثین کرام کا دستور ہے کہ جو راوی تدلیس یعنی اپنے استاد یا کسی درمیانی راوی کو حذف کرے تو اس کی روایت قبول نہیں کرتے کیونکہ محدثین کو یقین تھا کہ آپ ثقہ راوی ہیں اس لئے ان کی تدلیس بھی قابل قبول اور مستند ہے اور پھر اس تدلیس کی وجہ خود بھی واضح فرمائی چنانچہ حضرت امام جلال الدین رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے الحاوی للفتاوی میں حضرت ابو نعیم کی سند سے لکھا ہے کہ

أورد المزي في التهذيب من طريق أبي نعيم قال: ثنا أبو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زكريا، ثنا أبو حنيفة محمد بن صفية الواسطي، ثنا محمد بن موسى الجرشي، ثنا ثمامة بن عبيدة، ثنا عطية بن محارب عن يونس بن عبيد قال: سألت الحسن قلت: يا أبا سعيد، إنك تقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإنك لم تدركه، قال: يا ابن أخي، لقد سألتني عن شيء ما سألني عنه أحد قبلك، ولولا منزلتك مني ما أخبرتك أني في زمان كما ترى وكان في عمل الحجاج كل شيء سمعتني أقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو عن علي بن أبي طالب، غير أني في زمان لا أستطيع أن أذكر عليا.[58] (الحاوی للفتاوی، جلد ۳، صفحہ ۱۴۹،۱۴۸)

حضرت یونس بن عبید رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ یہ کیسے روایت کرتے ہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالانکہ آپ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پایا۔آپ نے فرمایا اے بھائی تو نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے جو تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں کیا اگر میرے نزدیک قدر و منزلت نہ ہوتی تو میں اسے بیان نہ کرتا تمہیں معلوم ہے کہ میں کیسے زمانہ میں ہوں اور اس وقت حجاج کا ظلم کتنا

[58] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 123/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)

سخت ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سخت دشمن ہے اسی لئے میں حدیث براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتاہوں یہ دراصل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے مروی ہے صرف اس لئے کہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ حجاج کے ظلم کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہیں لے سکتا۔

فائدہ﴾ یہ مخالفین کے تدلیس کے اعتراض کا جواب ہے تفصیل آگے آئے گی۔ان شاءاللہ

بہت سی روایات میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر مبارک کی تصریح بھی ہے چند روایات ملاحظہ ہوں

قال أحمد في مسنده: ثنا هشيم، أنا يونس عن الحسن، عن علي قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "«رفع القلم عن ثلاثة: عن الصغير حتى يبلغ، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن المصاب حتى يكشف عنه» "أخرجه الترمذي وحسنه، والنسائي، والحاكم وصححه، والضياء المقدسي في المختارة"۔[59] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۴۹)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تین آدمیوں سے قلم اُٹھالی گئی ہے یعنی انہیں معافی ہے۔بچہ جب تک بالغ نہ ہو، سونے والا یہاں تک کہ وہ بیدار نہ ہو، بے ہوش سے یہاں تک کہ وہ ہوش میں آجائے۔

فائدہ﴾ حضرت حافظ زین الدین العراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ

قال علي بن المديني: الحسن رأى عليا بالمدينة۔[60] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۴۹)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ شریف میں دیکھا تھا جبکہ آپ چودہ سالہ بچے تھے۔

وقال النسائي: ثنا الحسن بن أحمد بن حبيب، ثنا شاذ بن فياض عن عمر بن إبراهيم، عن قتادة، عن الحسن، عن علي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "«أفطر الحاجم والمحجوم»۔[61] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۴۹)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا پچھنے[62] لگانے والا اور لگوانے والا دونوں کا روزہ نہ رہا۔

---

[59] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 123/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[60] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 123/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[61] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 123/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[62] جرّاحی: کسی جلدی مرض کی وجہ سے خون نکالنے کے لیے جلد پر نشتر سے کچو کے دینے کا عمل، اس عمل میں پہلے متاثرہ جگہ پر سینگی سے کھینچ کر کھال کو ابھارا جاتا ہے پھر اس کو نشتر سے کچوک کر دوبارہ سینگی سے خون کھینچا جاتا ہے۔

وقال الطحاوي: ثنا نصر بن مرزوق، ثنا الخطيب، ثنا حماد بن سلمة، عن قتادة، عن الحسن، عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "«إذا كان في الرهن فضل، فأصابته جائحة فهو بما فيه»[63] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحه۱۴۹)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب رہن میں زیادتی ہو جائے پھر وہ ہلاک ہو جائے تو اس کے حکم میں ہے۔

وقال الدارقطني: ثنا أحمد بن محمد بن عبد الله بن زياد القطان، ثنا الحسن بن شبيب المعمري قال: سمعت محمد بن صدران السلمي، ثنا عبد الله بن ميمون المزني، ثنا عوف عن الحسن، عن علي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي: "«يا علي، قد جعلنا إليك هذه السبعة بين الناس» "[64] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحه۱۴۹)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی لوگوں میں ہم نے تمہیں سبقت دی ہے۔

قال الدارقطني: ثنا علي بن عبد الله بن مبشر، ثنا أحمد بن سنان، ثنا يزيد بن هارون، أنا حميد الطويل عن الحسن قال: قال علي: "إن وسع الله عليكم فاجعلوه صاعا من بر وغيره" يعني زكاة الفطر۔[65] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحه۱۴۹)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو وسعت دے تو ایک صاع گندم وغیرہ کا صدقہ فطر ادا کر دیا کرو۔

قال الدارقطني: ثنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، ثنا داود بن رشيد، ثنا أبو حفص الأبار عن عطاء بن السائب، عن الحسن، عن علي قال: "الخلية، والبرية، والبتة، والبائن، والحرام ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره۔[66] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحه۱۴۹و۱۵۰)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خلیہ بریہ بتہ بائن حرام ہے تین طلاق ہے۔ طلاق دینے والے پر وہ عورت حرام ہے یہاں تک وہ اپنے کے غیر سے نکاح کرے۔

وقال الطحاوي: ثنا ابن مرزوق، ثنا عمرو بن أبي رزين، ثنا هشام بن حسان عن الحسن، عن علي قال: "ليس في مس الذكر وضوء "[67] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحه۱۵۰)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ذکر کو ہاتھ لگانے والے پر وضو۔

---

[63] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 2/ 123 الی 124 دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت‌لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)
[64] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 2/ 123 الی 124 دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت‌لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)
[65] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت‌لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)
[66] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت‌لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)
[67] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت‌لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)

وقال أبو نعيم في الحلية: ثنا عبد الله بن محمد، ثنا أبو يحيى الرازي، ثنا هناد، ثنا ابن فضل عن ليث، عن الحسن عن علي رضي الله عنه قال: "طوبى لكل عبد نومة عرف الناس، ولم يعرفه الناس، عرفه الله تعالى برضوان، أولئك مصابيح الهدى، يكشف الله عنهم كل فتنة مظلمة، سيدخلهم الله في رحمة منه، ليس أولئك بالمذاييع البذر، ولا الجفاة المرائين [68] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۵۰)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر عاجزی کرنے والے بندے کو مژدہ (خوش خبری) ہو کہ وہ لوگوں کو جانتاہے اور لوگ اسے نہیں جانتے اللہ تعالیٰ نے اسے رضوان کے ذریعے متعارف کروار کھاہے۔ایسے حضرات تاریک رات کے چراغ ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ہر تاریک فتنہ کو دور فرماتاہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرتاہے ایسے لوگ اصل کو ضائع کرنے والے نہیں اور نہ ہی خَس و خاشاک (گھاس پھوس) اور بیکار وریاکار ہیں۔

قال الخطيب في تاريخه: أنا الحسن بن أبي بكر، أنا أبو سهل أحمد بن محمد بن عبد الله بن زياد القطان، ثنا محمد بن غالب، ثنا يحيى بن عمران، ثنا سليمان بن أرقم، عن الحسن عن علي قال: "كفنت النبي صلى الله عليه وسلم في قميص أبيض، وثوبي حبرة". [69] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۵۰)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفید قمیص اور دو یمنی چادروں میں کفنایا۔

وقال جعفر بن محمد بن محمد في كتاب العروس: ثنا وكيع عن الربيع، عن الحسن، عن علي بن أبي طالب، رفعه "«من قال في كل يوم ثلاث مرات: صلوات الله على آدم غفر الله له الذنوب، وإن كانت أكثر من زبد البحر»" أخرجه الديلمي في مسند الفردوس من طريقه"۔ [70] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۵۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جس نے روزانہ کہا صلوٰت اللہ علیٰ آدم اللہ اس کے گناہ معاف کرے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

في مسند أبي يعلى قال: ثنا جويرية بن أشرس قال: أنا عقبة بن أبي الصهباء الباهلي، قال: سمعت الحسن يقول: سمعت عليا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "«مثل أمتي مثل المطر»"۔ [71] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۵۰)

---

[68] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[69] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[70] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[71] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 125/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت بارش کی مانند ہے۔

فائدہ حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

قال محمد بن الحسن بن الصير في شيخ شيوخنا: هذا نص صريح في سماع الحسن من علي، ورجاله ثقات جويرية وثقه ابن حبان وعقبة وثقه أحمد، وابن معين۔[72] (الحاوی للفتاوی، جلد۳، صفحہ۱۵۰)

شیخ المشائخ محمد حسن صیرفی نے فرمایا کہ یہ روایت سماع حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) از علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صریح ہے اس کے رجال ثقہ ہیں اس کے راوی بھی محدثین کے مُوَثَّق (معتبر) ہیں۔

قال اللالكائي في السنة: أنا أحمد بن محمد الفقيه، أنا محمد بن أحمد بن حمدان، ثنا تميم بن محمد، ثنا نصر بن علي، ثنا محمد بن سواء، ثنا سعيد بن أبي عروبة، عن عامر الأحوال عن الحسن قال: شهدت عليا بالمدينة وسمع صوتا فقال: ما هذا؟ قالوا: قتل عثمان قال: اللهم اشهد أني لم أرض، ولم أمالئ مرتين، أو ثلاثا۔[73] (شرح اصول اعتقاد السنة)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مدینہ پاک حاضر ہوا آپ نے غَوغا (شور) سن کر پوچھا کیا ہے؟ کہا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے آپ نے کہا اے اللہ گواہ ہو میں اس سے راضی نہیں اور نہ میں نے اشارہ کیا۔ دو بار یا تین بار اشارہ فرمایا۔

فائدہ یہ روایات مخالفین کے اعتراض "سماع الحسن" از علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب کے لئے کافی ہیں ان شاءاللہ۔ مزید تحقیق حضرت مولانا شیخ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف "فخر الحسن" میں ملاحظہ کیجئے۔

"مسلسلاتِ صوفیہ" سے بھی اس کی ایک مضبوط دلیل ہے ان میں ایک سلسلہ یہاں عرض کیا جاتا ہے۔

قال: الحافظ أبو بكر بن مسدى في مسلسلاته: "صافحت أبا عبد الله محمد بن عبد الله بن عبشوي النغزاوي بها قال: صافحت أبا الحسن علي بن سيف الحضري بالإسكندرية ح وصافحت أيضا أبا القاسم عبد الرحمن بن أبي الفضل المالكي بالإسكندرية، قال: صافحت شبل بن أحمد بن شبل قدم علينا قال: كل واحد منهما صافحت أبا محمد عبد الله بن مقبل بن محمد العجيبي قال: صافحت محمد بن الفرج بن الحجاج السكسكي قال: صافحت أبا مروان عبد الملك بن أبي ميسرة قال: صافحت أحمد بن محمد النغزي بها، قال: صافحت أحمد الأسود قال: صافحت ممشاد الدينوري قال:

---

[72] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 125/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[73] (شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، باب سياق ما روى عن النبى ﷺ، 1464/8، الحديث 2651، دار طيبة السعودية، الطبعة: الثامنة، 1423ھ/2003م)

صافحت علي بن الرزيني الخراساني قال: صافحت عيسى القصار قال صافحت: الحسن البصري قال: صافحت علي بن أبي طالب قال: صافحت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صافحت كفي هذه سرادقات عرش ربي عز وجل[74]

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا آپ نے فرمایا کہ میرے اس ہاتھ کے عرش رب کے سراو قات کو مس کیا۔

فائدہ﴾ابن سدی نے فرمایا یہ روایت غریب ہے ہم اسے سوائے اس سند اور کسی طریق سے نہیں جانتے اور یہ صوفیانہ اسناد ہے۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ﴾ مخالفین کو صوفیانہ پر بھی اعتراض ہے اور یہ اعتراض ان کا نہ صرف حسن بصری رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی اس سند پر ہے بلکہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہر سند پر انکار ہی انکار ہے۔ فقیر یہاں مختصر اور جامع تحقیق عرض کرتا ہے۔یاد رہے کہ محدثین کو صوفیاء کی سندات پر ہمیشہ اس معنیٰ پر اعتراض رہا کہ صوفیاء کرام کی سندات محدثین کی شرائط پر نہیں تھیں ورنہ معاذاللہ مخالفین انہیں صوفیاء حضرات سے بغض وعداوت کی بناء پر ان کی سندات کو غیر معتبر اور موضوع کو من گھڑت گردانتے (فرماتے) ہیں اور یہ چال اُنہوں نے ابن تیمیہ سے سیکھی ہے اور عوام کو بہکانے کے لئے وہی اعتراضات لاتے ہیں جو محدثین نے دورِ سابق میں وارد کئے تھے۔

الحمدللہ ہم اہل سنت اولیاء اور صوفیاء کے نیاز مند ہیں اسی لئے ہم محدثین اسلاف کو معذور سمجھ کر صوفیاء کرام کی سندات کو مانتے ہیں اور یہ ہمارا حق ہے اور منکرین نہ مانیں تو یہ ان کی شُوم بختی (بدنصیبی) ہے۔اسنادِ قادریہ سیدنا محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی سے،اسنادِ چشتیہ سیدنا خواجہ غریب نواز الشیخ معین الدین سے وہ اپنے مشائخ سے،اسنادِ سہروردیہ شیخ المشائخ سیدنا شہاب الدین سہروردی سے،اسنادِ نقشبندیہ شیخ سیدنا بہاؤالدین نقشبند سے (رحمہم اللہ تعالیٰ) جو خوش قسمت ان حضرات کی ولایت کا قائل ہے وہ ان کی سندات کو بھی دل وجان سے مانے گا جو منکر ہے تو وہ اپنے انکار پر ماتم کرے۔

نوٹ﴾اس بحث کو تفصیل وتحقیق کے ساتھ "القول المستحسن شرح فخر الحسن "میں صفحہ ۱۱تا۲۵ میں بیان کیا گیا ہے۔طالبِ تحقیق کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیے ان شاءاللہ شافی وکافی بیان ہوگا۔

اعجوبہ﴾حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کا انکار کیوں جب منکرین حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کا اقرار کرتے ہیں چنانچہ حضرت حافظ امام ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا کہ یحییٰ بن معین (محدث) ناقد سے سوال ہوا کہ حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی فرمایا نہیں۔پھر سوال ہوا کہ کیا ان کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی فرمایا ہاں۔ محدثین کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا" رأيت عثمان قام خطيبا "پھر یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ بہت سے محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حدیث سنی سوائے ایک حدیث کے اور یہی کافی محدثین کا خیال ہے۔[75]

---

[74] (كنز العمال، باب المصافحة وتقبيل اليد، 221/9، الحديث 25747، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م)

[75] (الحاوي للفتاوي، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 124/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004م)

تبصرۂ اُویسی غفرلہ﴾ محدثین کے چند اُصول ہیں وہ ان کے پابند ہیں ورنہ احادیث کی صحت قائم نہیں رہ سکتی ان کے اپنے اصول و قواعد کی پابندی سے یہ کب لازم آتاہے کہ سرے سے واقعہ بھی نہیں جیساکہ پہلے مختصراً عرض کیا گیااور تفصیل کے ساتھ کتاب کے آخر میں عرض کروں گا۔ان شاءاللہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک مدینہ طیبہ مقیم رہے بعدازاں کوفہ تشریف لے گئے۔ حضرت ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودہ سال کی عمر میں بیعت کی جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لے گئے پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ کو چلے گئےاور مدۃ العمر (کافی وقت) وہاں رہے اس لئے بصری کہلائے۔اس کے بعد ممکن ہے زیارت کا موقع نہ ملا ہو کیونکہ اُس وقت شورش وفتنہ کا دور دورہ تھا پھر آپ کی عمر بھی کوفہ تک پہنچنے کی حامل نہ تھی اور وقت بھی تھوڑا تھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑے سے عرصہ کے بعد شہید ہوگئے۔[76]

فائدہ﴾ منکرین کے انکار کا اصل موجب یہی ہے کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بصرہ میں رہ کر کوفہ تک کیوں نہ پہنچے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس دور سے پہلے کے اوقات بھی نہ بھولنے چاہئیں جبکہ روایت حدیث کے لئے ان کی عمر حامل بھی ہے کوفہ نہ جانا حالات کی ناسازگاری یا کوئی اور وجہ ہو سکتی ہے ممکن ہے بصرہ سے کوفہ گئے ہوں لیکن محدثین نے اپنی شرائط پر نہ پاکر روایت نہ کیا ہو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ " رأيت الزبير يبايع عليا، "[77] (الحاوی للفتاوی، جلد۲، صفحہ ۱۹۳)

فائدہ﴾ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت زبیر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرتے دیکھا۔

معترضین کون اور کیسے؟﴾ سیدنا مولانا الشیخ فخر الدین دہلوی قدس سرہ نے اس موضوع پر رسالہ "فخر الحسن" لکھا ہے اس سے بڑھ کر تحقیق کہیں نہ ملے گی فقیر نے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "اتحاف الفرقه برخوا الخرقه" کے ساتھ اس رسالہ سے بھی خوب استفادہ کیا۔ یہاں ان کے قلم مبارک سے مخالفین کا تعارف اور ان کے اعتراضات لکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جائے جنہوں نے ان چیزوں کا انکار کیا ہے تو میں تلاش وتفتیش کے بعد متقدمین میں سے ایک گروہ کو اور متاخرین میں سے بھی ایک گروہ کو پایا (جو ان چیزوں کا انکار ہے) ان میں سے پہلے گروہ کا کہنا ہے کہ "لم يثبت سماعه منه اى عنده" یعنی ان کے نزدیک امام حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سماع امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں ہے اور بعض لوگ یوں کہتے ہیں "لا نعرف ولا نعلم سماع الحسن بن علی" یعنی ہمیں امام حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماعت کے بارے میں معلومات نہیں ہیں تو ان کے نزدیک عدم معرفت، عدم علم اور عدم ثبوت سے حقیقت میں اس کا عدم ثبوت لازم نہیں آتا چنانچہ وہ حضرات اس میں معذور ہیں۔[78] ایک دوسرا گروہ جس میں تعصب وعداوت کا طریقہ اختیار کیا اور افاضل علماء کرام کے اقوال میں تتبع وتلاش کے بغیر

---

[76] (المراسيل لابن ابى حاتم، باب الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ وَهُوَ ابْنُ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، 31/1، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1397)

[77] (الحاوى للفتاوى، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، 2/ 123 الى 124 دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)

[78] (شرح علل الترمذى، باب المطلب الاول العلل لعلى بن المدينى، 63/1، مكتبة المنار الزرقاء الأردن، الطبعة: الأولى، 1407هـ 1987م)

اندازہ واشکال سے یہ کہہ دیا کہ "امام حسن بصری(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات اور سماع جلیل القدر علماء کرام کے نزدیک دونوں باطل ہیں"۔

انہی سے ایک عجوبہ وقت ابن تیمیہ حنبلی بھی ہے چنانچہ شیخ الاسلام امام حافظ ابوالفضل ابن حجر عسقلانی نے **الدرر الکامنة** میں ابن تیمیہ کے ترجے میں اس کے مناقب و مسالب کے بعد لکھا ہے مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کا حرام ہونا، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نابالغ ہونے کی وجہ سے قبولِ اسلام کا صحیح نہ ہونا، امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حبِ مال کا اتہام لگانا اور سنن میں موجود ضعیف احادیث کو رد کرنا اور پھر ان کے بارے میں علمائے کرام کے اختلاف کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم ابن تیمیہ کی عظمت کے قائل نہیں ہیں بلکہ مسائل اصلیہ اور فرعیہ میں اس کی مخالفت کرتے ہیں اور امام حافظ ابو عبداللہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں اس طرح کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ یہ تمام چیزیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ان کے گناہ بھی تھے اور خطائیں بھی اور اسی طرح امام یافعی اور دوسرے کئی ائمہ کرام نے ان چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "ابن تیمیہ اور علمائے ملت" اور ابن تیمیہ اور اتباعہ میں مزید تفصیل ملاحظہ کیجئے۔[79]

عقائد و مسائل ابن تیمیہ

ابن تیمیہ کی تقریر: ابن تیمیہ نے "منہاج السنہ" میں لکھا ہے کہ رافضی یہ کہتا ہے کہ علم طریقت تو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کی طرف منسوب ہے اور تمام صوفیہ خرقہ کی نسبت انہی کی طرف کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے اہلِ معرفت اور حقائقِ ایمانیہ کے عالم جو اس امت میں صادق القول مشہور ہیں سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ حقائق عرفانیہ اور احوالِ عرفانیہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقدم اور اعظم الامت ہیں اور جو لوگ عرفانِ حقائق میں امت میں صاحبِ فضیلت ہیں ان کے نزدیک خرقہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے[80] اور صحیحین میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے

إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم ، ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم [81](صحيح مسلم)

بیشک اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں اور اموال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ ان کے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

حقائق قلبیه لباس بدن میں ہیں اور دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ کہ خرقے متعدد ہیں ان میں سے دو خرقے مشہور ہیں ایک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ اور دوسرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرقہ کی دو سندیں ہیں۔ ایک سند ابو مسلم خولانی کے حوالہ سے ہے اور دوسرا خرقہ جو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف منسوب ہے تو اس کی سند حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہے اور متاخرین اسے معروف کرخی سے ملاتے ہیں۔ حضرت جنید حضرت سری سقطی کے صاحب تھے اور حضرت معروف کرخی کے صاحب تھے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے

---

[79] (الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة، باب اسمه احمد، 1/168 الى 181 مجلس دائرة المعارف العثمانية صيدر اباد/الهند، الطبعة: الثانية، 1392هـ/1972م)

[80] (منهاج السنة، فصل كلام الرافضي أن علم الطريقة منسوب إلى علي رضي الله عنه والرد عليه، 8/43 ، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الطبعة: الأولى، 1406 هـ 1986 م)

[81] (صحيح مسلم ،كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم ، وخذله، 4/1987، الحديث 2564، دار إحياء التراث العربي بيروت)

حضرت معروف کرخی سے جو سند ہے وہ منقطع ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت معروف کرخی حضرت علی بن موسیٰ کے صاحب تھے اور یہ بالکل باطل ہے مصنفین نے معروف حوالوں سے اسنادِ متصل کے ساتھ اسے ثابت نہیں کیا ہے۔[82]

ابو نعیم اور ابو الفرج جوزی نے اپنی کتاب میں جو انہوں نے حضرت معروف کرخی کے فضائل میں لکھی ہے اس چیز کو ثابت نہیں کیا ہے۔ حضرت معروف کرخی کرخ میں رہتے تھے اور حضرت علی بن موسیٰ کو مامون الرشید نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ سبز لباس ان کی نشانی تھی پھر اُنہوں نے اسے ترک کر کے سیاہ لباس اختیار کر لیا تھا۔ حضرت معروف کرخی کا حضرت علی بن موسیٰ کے ساتھ ایک جگہ جمع ہونا ثابت نہیں ہے اور نہ ہی ثقہ لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ دونوں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت معروف نے ان سے استفاضہ کیا ہے بلکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ معروف نے ان کو دیکھا ہے اور نہ ہی حضرت معروف ان کے ہاں آنے جانے والے تھے اور نہ حضرت معروف کرخی نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خرقہ کی دوسری سند یہ ہے کہ حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے اخذ فیض کیا ہے اس کی بھی کوئی سند نہیں اور اخبارِ معروفہ میں بھی یہ ذکر نہیں کہ حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد فیض سے اخذ فیض کیا ہے بلکہ منقول یہ ہے کہ انہوں نے کوفہ کے عبادت گزار بکر بن خنیس سے اخذ فیض کیا ہے۔ خرقہ کی سند میں یہ بات بھی ہے کہ حضرت داؤد طائی نے حضرت حبیب عجمی سے اخذ فیض کیا ہے اور اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں اور سند میں یہ بات بھی ہے کہ حضرت حبیب عجمی نے حضرت حسن بصری سے اخذ فیض کیا ہے یہ بات صحیح ہے۔ حضرت حسن بصری سے اخذ فیض کرنے والے بیشمار لوگ ہیں ان میں ایوب سختیانی، یونس بن عبید اللہ، عبید اللہ بن عون، محمد بن واسع، مالک بن دینار، حبیب عجمی اور فرقد سنجی وغیرہم اہل بصرہ کے عبادت گزار ہیں اور خرقہ کی سند میں یہ بات بھی ہے کہ حضرت حسن بصری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا ہے اور اس کے باطل ہونے پر اہلِ معرفت کا اتفاق ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں سے فیض حاصل کیا یعنی احنف بن قیس اور قیس بن عباد وغیرہم سے استفاضہ کیا ہے۔ اہل صحیح نے اس طرح روایت کیا ہے حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابھی دو سال باقی تھے کہ پیدا ہوئے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو وہ مدینہ میں تھے۔ ان کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی تھیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد وہ بصرہ چلے گئے اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کوفہ میں تھے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے زمانہ میں بچوں میں شمار ہوتے تھے نہ ان کی کوئی شناخت تھی اور نہ ہی وہ قابل ذکر آدمی تھے۔[83] (منہاج السنہ، جلد۱، صفحہ ۱۵۵)

جوابات از سیدی شیخ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

★ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "یہ سب جھوٹ ہے" یہ حقیقت کے خلاف ہے اس لئے کہ امام یافعی "مرآة الجنان" میں حضرت معروف کرخی کے حالات میں لکھتے ہیں "امام معروف کرخی حضرت علی بن موسیٰ رضا سے فیض حاصل کرنے والوں میں سے تھے ان کے والدین نصرانی تھے بچپن ہی میں استاد کے سپرد کر دیئے

[82] (منهاج السنة. فصل كلام الرافضي أن علم الطريقة منسوب إلى علي رضي الله عنه والرد عليه. 44/8. جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية. الطبعة: الأولى. 1406 هـ 1986 م)
[83] (منهاج السنة. فصل كلام الرافضي أن علم الطريقة منسوب إلى علي رضي الله عنه والرد عليه. 44/8 الى 45. جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية. الطبعة: الأولى. 1406 هـ 1986 م)

گئے۔استاذ نے ان سے کہا" قل ثالث ثلاثة "کہہ تین میں سے تیسرا۔ حضرت معروف کرخی نے کہا" بل هو الله الواحد القهار "بلکہ وہ خدائے واحد قہار ہے۔اس پر استاذ نے آپ کو خوب مار لگائی تو آپ استاد کے ہاں سے بھاگ گئے اس کے بعد ان کے والدین جدائی کے صدمے سے رنجیدہ رہتے تھے اور کہتے تھے کاش وہ واپس آجائیں اور کوئی بھی دین اختیار کریں ہم ان کی موافقت کریں گے پھر انہوں نے حضرت علی بن موسیٰ رضا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور پھر والدین کے پاس گئے اور گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی کون ہے ؟ جواب دیا کہ میں معروف ہوں تو سوال ہوا کہ کس دین کے ساتھ وابستہ ہو ؟ جواب دیا اسلام کے ساتھ وابستہ ہوں تو ان کے والدین نے بھی اسلام قبول کر لیا۔[84] (مرأة الجنان ، جلد۱، صفحه ۴۶۰)

علامہ ابن حجر مکی محدث نے الصوائق المحرقہ میں امام علی رضا کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کے فیض یافتہ لوگوں میں سے حضرت معروف کرخی ہیں جو سری سقطی کے استاد ہیں انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔[85]

ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ یہ باتفاق اہلِ معرفت باطل ہے کہ وہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عدم ملاقات پر متفق ہیں "سبحان الله هذا بهتان عظيم "

حضرت علی بن مدینی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ امام بخاری رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ ہیں اور امام ابو زرعہ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ جو امام مسلم رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ ہیں دونوں نے کہا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں دیکھا ہے[86] اور یہ بات امام بخاری کی قوی روایت کے ساتھ اور امام ابو یعلی موصلی کی روایت صحیحہ اور سماع پر روایت صریحہ کے ساتھ ثابت ہے اور حافظ ابو نعیم جو ابن تیمیہ کے نزدیک بھی مستند ہیں اور امام حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سلسلہ روایت میں معتمد ہیں سے تمام روایات نقل ہو چکی ہیں جو حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کثرتِ سماع پر تصریح ہے اگر ابن تیمیہ انصاف سے کام لیتے اور تعصب واعتساف سے خالی ہوتے تو اس پر ائمہ حفاظ آفاق کا اتفاق نقل کرتے الٹا معاملہ برعکس لکھ دیا۔

ابن تیمیہ کا یہ کہنا (یہ اتصال کی بحث بھی اسی طرح ہے) جیسا کہ احادیث مستندہ جو کتب مشہورہ معتمدہ میں موجود ہیں اور وضع و کذب کی نسبت ان کی طرف ہے جیسا کہ اس کتاب (منہاج) میں بھی ہے۔ حدیث موالات کو ترمذی نے اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے "من كنت مولاه فعلي مولاه "اور رہ گیا مسئلہ اس پر اس کلمہ کی زیادتی کا کہ "اللهم وال من والاه وعاد من عاداه "لاریب یہ سب جھوٹ ہے اور شیخ اثرم نے اپنی سنن میں امام احمد سے نقل کیا ہے کہ عباس نے حسین الاشقر سے سوال کیا تو انہوں نے دو حدیثیں سنائی تو انہوں نے ایک کو ذکر کیا اور کہا دوسری یہ ہے "اللهم وال من والاه وعاد من عاداه "تو ابو عبداللہ یعنی امام احمد نے شدید انکار کیا اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں جھوٹی ہیں اور اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں اپنی شرط کے مطابق اور ان کے بیٹے عبداللہ وغیر ہم نے دوسرے بیشمار صحیح طریقوں سے روایت کیا ہے جس میں حسین اشقر نہیں ہیں۔[87]

---

[84] (مراة الجنان ، باب سنة مائتين ، 353/1 ، دار الكتب العلمية ، بيروت لبنان ، الطبعة : الأولى ، 1417 ھ 1997 م)

[85] (الصواعق المحرقة ، الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت كفاطمة وولديها رضي الله عنهم ، 593/2 ، مؤسسة الرسالة لبنان ، الطبعة : الأولى ، الطبعة : الأولى ، 1417ھ 1997م)

[86] (تهذيب التهذيب ، باب من اسمه الحسن ، 2 / 266 الى 267 ، مطبعة دائرة المعارف النظامية ، الهند ، الطبعة : الطبعة الأولى ، 1326ھ)

[87] (منهاج السنة ، الباب الثاني حديث الغدير ، 319/7 ، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية ، الطبعة : الأولى ، 1406 ھ 1986 م)

شیخ محقق ابن حجر مکی "الصواعق المحرقه" میں رافضیوں کی طرف سے گیارہویں شبہ کورد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اس شبہ کے جواب کے لئے جو مخالفین کا قوی ترین شبہ ہے کہ ایک مقدمہ کی ضرورت ہے اور اس میں حدیث کا بیان اور اس کا ماخذ اور اس چیز کا بیان کہ بیشک وہ صحیح حدیث ہے اس میں کوئی شبہہ نہیں اور ایک جماعت نے اس کا خراج کیا یعنی اس کو روایت کیا ہے مثلاً ترمذی، نسائی، احمد اور اس حدیث کی روایت کے بیشمار طریقے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو سولہ صحابہ کرام نے روایت کیا ہے امام احمد کی روایت میں یہ ہے کہ تیس صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اس کی شہادت بھی دی اور اس کی اسناد میں کثیر تعداد میں صحاح اور حسان بھی ہیں جو اس روایت پر تنقید کرے اس کی بات کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے اور نہ اس شخص کی بات سننی چاہیے جو رد کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس زمانہ میں یمن میں تھے اور ان کے وہاں سے آنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے حج کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور بعض لوگوں کا یہ قول کہ اس میں "اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ" "اے اللہ اس شخص سے محبت کر جو علی سے محبت کرتا ہے اور اس سے دشمنی کر جو اس سے دشمنی کرتا ہے "موضوع اور مردود ہے یہ روایت کئی طریقوں سے مروی ہے جن میں سے زیادہ کی امام ذہبی نے تصحیح کی ہے یعنی انہوں نے صحیح قرار دیا ہے۔[88] (الصوائق المحرقہ، صفحہ ۲۴)

ابن تیمیہ کا یہ کہنا "وهكذا رواہ اهل الصحيح" یعنی محدثین نے امام حسن بصری کے ذریعے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی بلاواسطہ روایت نقل نہیں کی ہے اگر صحیح سے مراد محض وہ صحیح ہے جس کا التزام اہل صحیح نے کیا ہے جیسے صحیح بخاری، مسلم، ابوعوانہ، ابن خزیمہ، عقیلی، اسماعیلی، ابن جارود، دارقطنی، ابونعیم، ابن السکین، ابوذر ہردی، حاکم، ضیا مقدسی وغیرہم مستخرجات اور مستدرکات میں ہے تو یہ حصر علی الاطلاق درست نہ ہوگا اس لئے کہ امام حسن بصری کی روایت حدیث جو براہ راست امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے آخری دونوں کتابوں میں پائی جاتی ہے اور ابن تیمیہ حدیث صحیح کا حصر پہلی دو کتابوں یعنی بخاری و مسلم میں نہیں کر سکتے اور اگر ان کی مراد غالب صحیح ہے تو وہ بھی درست نہیں اس لئے کہ امام حسن بصری کی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست روایت ترمذی اور نسائی میں بھی پائی جاتی ہے اور اگر ایسی روایت یا اسی روایت کو اہل صحیح نے روایت نہیں کیا تو اس سے بھی ہرگز اس روایت کی عدم صحت لازم نہیں آتی اس لئے کہ ان کے جامعین نے احادیث صحاح کے استیعاب کا التزام نہیں کیا ہے اس لئے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

ابن تیمیہ کا یہ قول کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بچوں میں شامل تھے یعنی ان کی عمر اتنی نہیں تھی کہ وہ حضرت علی سے استفادہ کر سکتے یہ بات پہلی بات سے بھی عجیب ہے اس لئے کہ امام حسن بصری کی عمر ابن تیمیہ کی اپنی صراحت کے مطابق پندرہ برس تھی یعنی اس دور میں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے اور امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور جمہور ائمہ حدیث کے مطابق صحتِ سماع کی عمر پانچ برس ہے۔[89] اس میں افسوس کی یہ کیا وجہ ہے کہ وہ حدیث جس کو امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت سے پہلے اپنے بچپن میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ تو صحیح معتمد علیہ اتفاقاً ہو مگر وہ حدیث جو انہوں

---

[88] (الصواعق المحرقة. الفصل الخامس في ذكر شبه الشيعة والرافضة. 106/1 الى 107. مؤسسة الرسالة لبنان. الطبعة: الأولى. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1997م)

[89] (بمقدمة ابن الصلاح. النَّوْعُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ. 130/1. دار الفكر سوريا. دار الفكر المعاصر – بيروت. سنة النشر: 1406هـ 1986م)

نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہو ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے اجماعاً درست نہ ہو (ھذا شئ عجائب) اور حیف بر ابن تیمیہ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "لا یعرف له ولا له ذکر" یعنی اس زمانے میں ان کی شناخت تھی اور نہ ہی وہ قابل ذکر شخصیت تھے سبحان اللہ وہ کیسے معروف نہ تھے اور کیسے قابل ذکر نہ تھے جبکہ اُنہوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں پرورش پائی ان کا دودھ پیا اور ان کے گھر میں رہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گھٹی دی اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں صحابہ کرام کی خدمت میں بھیجتیں وہ ان کے لئے دعائی کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے ان کے لئے یوں دعا کی " اللهم فقهه في الدين، وحببه إلى الناس۔[90] " اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور لوگوں کے لوگوں میں اس کی محبت پیدا کر۔

اور امام حسن بصری امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پانچ نمازوں اور جمعہ اور عیدین میں شریک ہوتے ان کی باتیں سنی اور ان کا خطبہ حفظ کیا۔ ابو حاتم محمد بن حبان احمد تیمی، بستی غفر اللہ لہ جو ثقات (معتبر لوگوں) میں شمار ہوئے ہیں حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حالات میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے کسی بدری صحابی سے بلاواسطہ کوئی روایت نہیں کی مگر حضرت عثمان بن عفان سے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر میں اگرچہ حاضر نہ ہو سکے لیکن بدری صحابہ میں بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمار ہوتے ہیں۔

امام حسن بصری کی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات و استفادہ پر دوسری روایات سے تائید﴾ اب ہم بعض ان چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جو لوگوں نے دوسروں کے بارے میں کہی ہیں مگر ان سے امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ روایت میں قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ابو حاتم غفر اللہ تعالیٰ لہ، یونس بن عبید بصری کے حالات میں لکھتے ہیں کہ یونس بن عبید نے حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ابن سیرین سے روایت کی ہے[91] لیکن حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے انہوں نے سماع نہیں کیا اور اہل صحیح وغیرہم نے ایسی کثیر روایات نقل کی ہیں جو کہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یونس کی سماعت صریحہ پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ حافظ جمال الدین مری لکھتے ہیں کہ عثمان بن داری نے کہا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے کہا کہ آپ کے نزدیک حسن بصری کے سلسلہ میں یونس بن عبید زیادہ بہتر ہیں یا حمید الطویل انہوں نے جواب دیا دونوں بہتر ہیں اور علی بن مدینی نے کہا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں یونس بن عبید قتادہ سے زیادہ مضبوط ہیں کیونکہ یونس حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے شاگردوں میں سے ہیں اور قتادہ یونس کے اِقران (ملاپ) میں سے نہیں ہیں اور خیر التابعین حضرت اُویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حالات میں لکھتے ہیں۔[92]

ہمارے بعض اصحاب دنیا میں ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں سبحان اللہ۔ ان لوگوں پر تعجب ہے جن سے علم اُٹھا لیا گیا ہے کیا انہوں نے امام مسلم نیشاپوری کی صحیح نہیں دیکھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا اس کا نام اُویس ہو گا یمن میں صرف اس کی ماں ہو گی اس میں سفیدی ہو گی تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا تو وہ سفیدی ختم ہو جائیگی مگر دینار یا درہم کی مقدار جتنی

---

[90] (الحاوی للفتاوی، باب إتحاف الفرقة برفو الخرقة، جلد 2 ص 122 الی 123، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)

[91] (الجرح و التعديل لابن ابي حاتم، باب يونس، 242/9، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة: الأولى، 1271 هـ 1952 م)

[92] (تهذيب الكمال، باب حميد بن أَبي حميد الطويل، 359/7، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)

رہ جائے گی تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو وہ تم سب لوگوں کے لئے استغفار کرائے[93] اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا خیر التابعین ایک شخص ہوگا جس کا نام اُویس ہوگا اس کی والدہ بھی اُس وقت حیات ہوگی اس میں سفیدی ہوگی پس اس کے پاس جاؤ اور اپنے لئے استغفار کراؤ۔[94] (مسلم شریف)

اگرچہ ابن تیمیہ جیسے سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کا بار بار انکار کریں ان کے انکار سے سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت پر حرف نہیں آتا۔

گرنہ بیند شپرہ چشم　　　　چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اس کے متعلق مزید تحقیق فقیر کی تصنیف "ذکر اُویس" میں دیکھئے۔ فقیر نے اختصار کے پیش نظر اپنی استطاعت پر رسالہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے تفصیل کے لئے "فخر الحسن" اور اس کی شرح "القول الحسن" اس موضوع پر نہایت ہی قابل مطالعہ ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ اٰلہٖ اصحابہٖ اجمعین

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۰ شوال ۱۴۲۴ھ بروز سوموار مبارک ساڑھے بارہ بجے

---

[93] (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل أويس القرني رضي الله عنه، 4/1968، الحديث (223)2542، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[94] (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل أويس القرني رضي الله عنه، 4/1968، الحديث 2542، دار إحياء التراث العربي بيروت)